ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور
20
www.tanzeem.org
20 تا 26 مئی 2014ء / 20 تا 26 رجب المرجب 1435ھ

اس شمارے میں

ذرا سوچیے!

پھونکوں سے یہ چراغ......

نیک و بد سمجھائے جاتے ہیں

کہاں ہیں داعیانِ اسلام؟

11 مئی کی احتجاجی تحریک

انسداد فحاشی دستخطی مہم کی رپورٹ

ہر دن...... ماں کا دن!

دلیل حق کے ساتھ جینے والا

تنظیم اسلامی کی دعوتی و تربیتی سرگرمیاں

بے ایمانی؟

''لا الٰہ الا اللہ'' کہنے کے بعد تم ''محمد رسول اللہ'' کہتے ہو۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ تم نے یہ تسلیم کرلیا کہ محمد ﷺ ہی وہ پیغمبر ہیں جن کے ذریعہ سے خدا نے اپنا قانون تمہارے پاس بھیجا ہے۔ خدا کو اپنا آقا اور شہنشاہ مان لینے کے بعد یہ معلوم ہونا ضروری تھا کہ اس شہنشاہ کے احکام کیا ہیں؟ ہم کون سے کام کریں جن سے وہ خوش ہوتا ہے اور کون سے کام نہ کریں جن سے وہ ناراض ہوتا ہے۔ کس قانون پر چلنے سے وہ ہم کو بخشے گا اور اس کی خلاف ورزی کرنے پر وہ ہم کو سزا دے گا۔ یہ سب باتیں بتانے کے لیے خدا نے محمد ﷺ کو اپنا پیغامبر مقرر کیا، آپؐ کے ذریعہ سے اپنی کتاب ہمارے پاس بھیجی، اور آپؐ نے خدا کے حکم کے مطابق زندگی بسر کرکے ہم کو بتادیا کہ مسلمانوں کو اس طرح زندگی بسر کرنی چاہیے۔ پس جب تم نے ''محمدؐ رسول اللہ'' کہا تو گویا اقرار کرلیا کہ جو قانون اور جو طریقہ حضور ﷺ نے بتایا ہے تم اسی کی پیروی کرو گے، اور جو قانون اس کے خلاف ہے اس پر لعنت بھیجو گے۔ یہ اقرار کرنے کے بعد اگر تم نے حضور ﷺ کے لائے ہوئے قانون کو چھوڑ دیا اور دنیا کے قانون کو مانتے رہے تو تم سے بڑھ کر جھوٹا اور بے ایمان کوئی نہ ہوگا، کیونکہ تم یہی اقرار کرکے تو اسلام میں داخل ہوئے تھے کہ محمد ﷺ ہی کا لایا ہوا قانون حق ہے اور اسی کی تم پیروی کرو گے۔ اسی اقرار کی بدولت تو تم مسلمانوں کے بھائی بنے، اسی کی بدولت تم نے باپ سے ورثہ پایا، اسی کی بدولت ایک مسلمان عورت سے تمہارا نکاح ہوا، اسی کی بدولت تمہاری اولاد تمہاری جائز اولاد بنی، اسی کی بدولت تمہیں یہ حق ملا کہ تمام مسلمان تمہارے مددگار بنیں، تمہیں زکوٰۃ دیں، تمہاری جان و مال اور عزت و آبرو کی حفاظت کا ذمہ لیں، اور ان سب کے باوجود تم نے اپنا اقرار توڑ دیا۔ اس سے بڑھ کر دنیا میں کون سی بے ایمانی ہوسکتی ہے؟

خطبات

سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ

الھدیٰ (612)

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

سُورۃُ النَّحل — بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ — آیات 14 تا 16

وَهُوَ الَّذِیۡ سَخَّرَ الۡبَحۡرَ لِتَاۡكُلُوۡا مِنۡهُ لَحۡمًا طَرِیًّا وَّتَسۡتَخۡرِجُوۡا مِنۡهُ حِلۡیَةً تَلۡبَسُوۡنَهَا ۚ وَتَرَى الۡفُلۡكَ
مَوَاخِرَ فِیۡهِ وَلِتَبۡتَغُوۡا مِنۡ فَضۡلِهٖ وَلَعَلَّكُمۡ تَشۡكُرُوۡنَ ﴿۱۴﴾ وَاَلۡقٰى فِی الۡاَرۡضِ رَوَاسِیَ اَنۡ تَمِیۡدَ بِكُمۡ
وَاَنۡهٰرًا وَّسُبُلًا لَّعَلَّكُمۡ تَهۡتَدُوۡنَ ﴿۱۵﴾ وَعَلٰمٰتٍ ؕ وَبِالنَّجۡمِ هُمۡ یَهۡتَدُوۡنَ ﴿۱۶﴾

آیت ۱۴ ﴿وَهُوَ الَّذِیۡ سَخَّرَ الۡبَحۡرَ لِتَاۡكُلُوۡا مِنۡهُ لَحۡمًا طَرِیًّا﴾ ''اور وہی ہے جس نے سمندر کو تمہاری ضروریات پوری کرنے میں لگا دیا ہے تاکہ تم کھاؤ اس سے تازہ گوشت''

سمندری خوراک ہمیشہ سے انسانی زندگی میں بہت اہم رہی ہے۔ دورِ جدید میں اس کی افادیت مزید نمایاں ہو کر سامنے آئی ہے جس کی وجہ سے اس کی اہمیت اور بھی بڑھ گئی ہے۔

﴿وَتَسۡتَخۡرِجُوۡا مِنۡهُ حِلۡیَةً تَلۡبَسُوۡنَهَا ۚ﴾ ''اور تاکہ تم نکالو اس میں سے بناؤ سنگھار کا سامان جو تم پہنتے ہو۔''

سمندر سے موتی اور بہت سی دوسری ایسی اشیاء نکالی جاتی ہیں جن سے زیورات اور آرائش و زیبائش کا سامان تیار ہوتا ہے۔

﴿وَتَرَى الۡفُلۡكَ مَوَاخِرَ فِیۡهِ﴾ ''اور تم دیکھتے ہو کشتیوں کو کہ پانی کو چیرتی ہوئی چلتی ہیں اس (سمندر) میں''

﴿وَلِتَبۡتَغُوۡا مِنۡ فَضۡلِهٖ وَلَعَلَّكُمۡ تَشۡكُرُوۡنَ ﴿۱۴﴾﴾ ''اور تاکہ تم اس کا فضل تلاش کرو اور تاکہ تم شکر کرو۔''

آیت ۱۵ ﴿وَاَلۡقٰى فِی الۡاَرۡضِ رَوَاسِیَ اَنۡ تَمِیۡدَ بِكُمۡ وَاَنۡهٰرًا وَّسُبُلًا لَّعَلَّكُمۡ تَهۡتَدُوۡنَ ﴿۱۵﴾﴾ ''اور اُس نے زمین میں لنگر ڈال دیے ہیں کہ تمہیں لے کر لڑھک نہ جائے اور اس میں ندیاں (بہادی ہیں) اور راستے (بنا دیے ہیں) تاکہ تم اپنی منزلوں تک پہنچا کرو۔''

یہاں اَنۡهٰرًا وَّسُبُلًا کے اکٹھے ذکر کے حوالے سے اگر دیکھا جائے تو عملی طور پر بھی ان کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ پہاڑی سلسلوں میں عام طور پر ندیوں کی گزرگاہوں کے ساتھ ساتھ ہی راستے بنتے ہیں۔ اسی طرح پہاڑوں کے درمیان قدرتی وادیاں انسانوں کی گزرگاہیں بھی بنتی ہیں اور پانی کے ریلوں کو راستے بھی فراہم کرتی ہیں۔

آیت ۱۶ ﴿وَعَلٰمٰتٍ ؕ وَبِالنَّجۡمِ هُمۡ یَهۡتَدُوۡنَ ﴿۱۶﴾﴾ ''اور دوسری علامتیں بھی ہیں، اور وہ ستاروں سے بھی رہنمائی حاصل کرتے ہیں۔''

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی مدد کے لیے زمین میں طرح طرح کی علامتیں بنائیں، تاکہ مختلف علاقوں اور راستوں کی پہچان ہو سکے۔ اسی طرح آسمان کے ستاروں کو بھی سمتوں اور راستوں کے تعین کا ایک ذریعہ بنا دیا۔ پرانے زمانے میں سمندری اور صحرائی سفرات کے وقت ستاروں کی مدد سے ہی ممکن ہوتے تھے۔

فرمان نبویؐ

دعوت الی اللہ کی راہ میں رکاوٹیں

عَنۡ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنۡهُ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ: ((لَقَدۡ اُخِفۡتُ فِی اللّٰهِ وَمَا یُخَافُ اَحَدٌ وَلَقَدۡ اُوۡذِیۡتُ فِی اللّٰهِ وَمَا یُؤۡذٰی اَحَدٌ وَلَقَدۡ اَتَتۡ عَلَیَّ ثَلَاثُوۡنَ مِنۡ بَیۡنِ یَوۡمٍ وَّلَیۡلَةٍ وَّمَا لِیۡ وَلِبِلَالٍ طَعَامٌ یَّاۡكُلُهٗ ذُوۡ كَبِدٍ اِلَّا شَیۡءٌ یُّوَارِیۡهِ اِبۡطُ بِلَالٍ)) (متفق علیہ)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''میں اللہ کی راہ میں ڈرایا اور ستایا گیا ہوں۔ میری طرح نہ کسی کو ڈرایا گیا ہے اور نہ ستایا گیا ہے۔ مجھ پر مسلسل تیس دن ایسے بھی گزرے ہیں کہ اس عرصہ میں میرے اور بلال کے لئے ایسی خوراک نہ تھی جسے کوئی جاندار کھا سکے سوائے اس تھوڑی سی چیز کے جو بلال نے اپنی بغل میں چھپا رکھی تھی۔''

ہفت روزہ — لاہور

ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

20 تا 26 مئی 2014ء — جلد 23
20 تا 26 رجب المرجب 1435ھ — شمارہ 20

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
نائب مدیر: محبوب الحق عاجز

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
67-اے علامہ اقبال روڈ گڑھی شاہو لاہور-54000
فون: 36316638-36366638 فیکس: 36313131
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور-54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 12 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک......450 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا .... (2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ
مرزا ایوب بیگ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ذرا سوچیے!

"جو لوگ اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ مومنوں میں بے حیائی (یعنی تہمت بدکاری کی خبر) پھیلے، ان کو دنیا اور آخرت میں دُکھ دینے والا عذاب ہوگا اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔ اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی (تو کیا کچھ نہ ہوتا) اور یہ کہ اللہ نہایت مہربان اور رحیم ہے۔" (سورۃ النور:19,20)

مملکت خداداد پاکستان اور مسلمانانِ پاکستان کس راہ پر چل نکلے ہیں اور اس کے نتیجہ میں ہم پر کیا بیتنے والا ہے۔ کیا ہم آسمان کی طرف منہ اُٹھا کر زبان حال سے یہ نہیں کہہ رہے کہ کر لو جو کرنا ہے۔ اللہ ہمیں معاف فرمائے، یہ نوبت کیوں آئی کہ ہم فحاشی، بے حیائی اور بیہودگی کو مغرب کی تقلید میں اس طرح اپنا اوڑھنا بچھونا بنالیں کہ اللہ رب العزت کا دین اور وہ مقدس اور عظیم ہستیاں فرشتے جن سے حیا کرتے ہیں اور اُن کے تقدس کی قسم کھاتے ہیں، اُنہیں بھی اس کی لپیٹ میں لے رہے ہیں۔ پیسے کی ہوس اور آگے بڑھنے اور سبقت لے جانے کی اندھی خواہش نے جنہیں دیوانہ کر دیا ہے کہ پہلے وہ صرف دینی شعائر کو پاؤں تلے مسلتے تھے، اب ہمالائی عظمت کی حامل شخصیات کو لچر کلچر میں گھسیٹ لانے کی جرأت کر بیٹھے ہیں۔ دورِ حاضر کے یہ ابوجہل کس سمت اندھادھند بڑھتے چلے جارہے ہیں۔

ہمیں نقلِ کفر کفر نہ باشد کہہ کر بھی اُس قبیح فعل کا ذکر کرتے ہوئے بڑی ہچکچاہٹ محسوس ہورہی ہے، جسے جیو انٹرٹیمنٹ چینل پر 14 مئی 2014ء کے سیاہ دن مارننگ شو میں آن ایئر کیا گیا۔ وینا ملک نامی ایک عورت جو پاکستان سے زیادہ ہندوستان میں جانی پہچانی جاتی ہے، اُس کی شادی اسد نامی شخص سے چند ماہ پہلے ہوئی تھی۔ اُس شادی کے حوالے سے جیو چینل مارننگ شو میں ایک ڈراما فلمایا گیا، یعنی اُن کی دوبارہ شادی دکھائی گئی۔ بیک گراؤنڈ میوزک کے ساتھ ایک قوالی پیش کی گئی، جس میں علی حیدر کرار رضی اللہ عنہ اور سیدہ فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا کی شادی کا ذکر ہے، جس کا ایک بول کچھ یوں بھی ہے، لڑکا ہے خدا کے گھر سے اور لڑکی ہے نبی کے گھر کی۔ خدا کا قہر نازل ہو اُن سب پر جنہوں نے اس ناٹک میں کسی بھی قسم کا رول ادا کیا ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ذکر آتا تو کیمرہ فوکس کر دیا جاتا اسد پر یعنی وینا ملک کے خاوند، اور جب سیدہ فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا کا ذکر آتا تو وینا ملک پر کیمرہ فوکس کیا جاتا۔ اور بھی بہت کچھ ہوا۔ ایک طرف قرآن کا ذکر ہورہا تھا، ایک طرف وہ فنکارہ جو اس پروگرام کی میزبان تھی دونوں ہاتھوں سے جوتیاں لہرا رہی تھی۔ اللہ کے فیصلے ہیں، اُن کے نفاذ کا وقت معین ہے۔ لہٰذا نہ آسمان پھٹا نہ زمین شق ہوئی۔ یہ اس اسلامی ملک میں ہورہا تھا، جس کے آئین کی شق نمبر 31 کا خلاصہ یہ ہے کہ حکومت کا فرض ہے کہ اپنے شہریوں کو اچھا مسلمان بنائے، اُن کے لیے قرآن وحدیث کی تعلیم کا باقاعدہ اہتمام کرے، قرآن کی زبان عربی کی ترویج کے لیے تمام ممکن اقدام کرے وغیرہ وغیرہ۔ جی ہاں اُسی ملک میں جہاں "آئین کی پابندی" "آئین کا احترام" یہ شور وغوغا اتنا زیادہ ہوتا ہے کہ کان پھٹنے لگتے ہیں، جہاں آئین شکنی غداری ہے اور غدار سزائے موت کا حقدار ہے۔

یہاں ایک سوال ہے کہ اگرچہ جیو نیوز نے یہ ظلم ڈھایا ہے کہ اپنے کلچر میں مقدس ہستیوں کا ذکر لے آیا اور انتہائی بے ہودگی سے اُس کا انطباق کیا گیا جو انتہائی قابل مذمت ہے، لیکن فحاشی اور بے حیائی کے مناظر کس چینل پر نہیں دکھائے جاتے۔ انٹرٹیمنٹ چینل ہی نہیں، نیوز چینل بھی اس سے بچے ہوئے نہیں۔ لڑکے اور لڑکی کے درمیان کیسی بے ہودہ اور غلیظ جملہ بازی ہوتی ہے۔ کون سا چینل ہے جو اس بنیاد پر اشتہار مسترد کر دیتا ہے کہ یہ تشہیر فحاشی کے زمرے میں آتا ہے۔ جیو چینل نے ایک قدم اور آگے بڑھا دیا ہے۔ ہر پہلا قدم اُٹھانے والا کسی بھی وقت دوسرا قدم اُٹھا سکتا ہے۔ ہر زینہ پر ایک ترتیب سے چڑھا جاتا ہے۔ ہم جب کہتے ہیں کہ مخلوط محافل تیل اور آگ کے شعلہ کا ملاپ ہے۔ جنسِ مخالف کی طرف رجحان اور

اُس سمت بڑھنا انسان سمیت تمام جانداروں اور شاید پودوں کی بھی فطرت کا حصہ ہے، نگس کو باغ میں نہ جانے دیجو، کہ ناحق خون پروانے کا ہوگا۔ یہ سوچ کی گہرائی ہے۔ مغرب کا ایک فلسفی فرائیڈ کہتا ہے کہ جنسی جبلت بھوک اور برتری کی خواہش سے بھی زیادہ زور آور ہوتی ہے۔ عزیز مصر کی بیوی نے جب حضرت یوسف علیہ السلام کو دعوت گناہ دی اگرچہ اللہ کے نبیؑ نے اُس ناجائز دعوت کو فوری طور پر یہ کہہ کر رد کر دیا، (ترجمہ) ''خدا کی پناہ میرے رب نے مجھے اچھی منزلت بخشی (اور میں یہ فعل کروں) ایسے ظالم کبھی فلاح نہیں پایا کرتے''۔ لیکن ساتھ ہی قرآن پاک میں فرمایا گیا کہ (ترجمہ) ''وہ اس کی طرف بڑھی اور وہ بھی اُس کی طرف بڑھتے اگر اپنے رب کی برہان نہ دیکھ لیتے۔'' گویا اللہ کا پیغمبر نیک نیت اور پاک طینت تھا اور برہان یعنی دلیل اللہ نے سجھا دی۔

وہ ٹیلی ویژن چینلز اور دوسرے نشریاتی ادارے جو ''ذرا سوچئے'' کے عنوان سے ہمیں دعوت فکر دیتے رہتے ہیں، وہ خود بھی ذرا سوچیں اور سنجیدگی سے سوچیں کہ فاطر فطرت نے جو دلوں میں اُٹھنے والے وسوسوں کو جانتا ہے، عورت کو حجاب اور پردے کا حکم کیوں دیا ہے؟ عورت اور مرد راہ چلتے غضِ بصر سے کام لیں اس کا حکم کیوں دیا گیا؟ ذرا آپ بھی سوچئے کہ اس حکم کی خلاف ورزی کیسے گُل کھلا چکی ہے۔ ظاہری طور پر بے ضرر مخلوط محفلیں اور مخلوط تعلیم کتنی عصمتیں لٹنے کا باعث بن چکی ہیں؟ کتنے گھر اور خاندانوں کے لیے تباہی کا پیغام لا چکی ہیں؟ کتنے والدین کو بے موت مار چکی ہیں؟ کتنے بھائیوں کو قاتل اور مجرم بنا چکی ہیں؟ ذرا سوچئے؟ اس لیے کہ ہم جب کہتے ہیں کہ بے پردگی، بے حجابی اور اختلاط مرد وزن، فحاشی اور بے حیائی کی طرف پہلا قدم ہوتا ہے تو ہمیں دقیانوسیت اور پتھر کے زمانے کے لوگ ہونے کا طعنہ ملتا ہے۔ ابلیس لعین مجدد وقت کا روپ دھار کر کیسی کیسی تاویلات اور دلائل سجھاتا رہتا ہے۔ لہٰذا ذرا سوچئے کہ اگر گربہ کشتن روز ازل کا معاملہ نہ کیا، اگر Nip the evil in the bud کا اُصول نہ اپنایا گیا، اگر زہر آلودہ پودے کو شجرۂ خبیثہ کی صورت اختیار کر لینے سے پہلے پہلے تلف نہ کیا گیا تو یاد رکھیے، انسان جانوروں اور درندوں کی طرح بے لباس ہی نہیں ہو جاتا خنزیر کی طرح بے حیا بھی ہو جاتا ہے۔

خیر البشر انسانِ کامل رحمۃ اللعالمین ﷺ کے ایک فرمان مبارک کا مفہوم کچھ یوں ہے، جب تجھ میں حیا نہ رہے تو جو چاہے کر۔ لہٰذا جیو کے اس شو پر ضرور سر پیٹنا چاہیے اور دونوں ہاتھوں سے پیٹنا چاہیے۔ یقیناً معاشرہ واضح طور پر اخلاقی اور روحانی موت کی طرف بڑھ رہا ہے۔ لیکن ہم اپنے گریبانوں میں بھی منہ ڈالیں۔ کیا جیو کا گناہ صرف یہ نہیں ہے کہ اُس نے جلد بازی کی اور ہیجانی کیفیت میں ایک بہت بڑی چھلانگ لگا دی ہے۔ رُخ اور رجحان ہمارا بھی اُسی طرف کا ہے۔ ہم فی الحال محتاط ہیں یا عقائد کی چادر سے بعض چیزوں کو ڈھانپ رکھا ہے۔ جیو کا معاملہ تو یہ بھی ہوسکتا ہے کہ دولت اور اقتدار کے نشہ میں اُس نے اُس گیدڑ کی طرح شہر کا رُخ کر لیا ہو جس کی موت آئی ہوئی تھی، لیکن کیا یہ معاشرہ، یہ سماج جو اسلام کا دعویدار ہے تباہی و بربادی سے صرف اس لیے بچ جائے گا کہ اُس نے بعض عقائد پال رکھے ہیں اور زبان کی نوک پر بزرگ ہستیوں کا احترام ہے۔ یقیناً ظاہری احترام بھی مطلوب ہی نہیں لازم بھی ہے، لیکن قول و فعل کا یہ تضاد نتیجہ کے اعتبار سے کیسے خوشگوار ہوگا کہ مداح سرائی اکابرینِ دین کی ہو اور پیروی طاغوتی تہذیب کی ہو۔ دلوں کا راز جاننے والا اور نیتوں کے پھل دینے والا محض ظاہر کو کیا قبول کرے گا۔ ذرا سوچئے اور خوب سوچئے، لیکن اسلام کے دائرے میں رہتے ہوئے نبی ﷺ کے سچے پیروکار کی طرح سوچئے، کیوں نہ اُن تمام چینلز کا بائیکاٹ کریں جو فحاشی اور بے حیائی کا ارتکاب کرتے ہیں اور اگر ہم ان کا بائیکاٹ کر دیں تو یہ زندہ رہ سکیں گے؟ یہ فحاشی اور بے حیائی پھیلانے سے فوری تائب نہ ہو جائیں گے تو پھر قصور کس کا ہوا؟ جرم کا ارتکاب کون کر رہا ہے، خدارا پاک نبی ﷺ کے اُس قولِ مبارک کا مفہوم ذہن میں لائیں کہ جو فاسق کے ساتھ چلا اور اُس کی تقویت کا باعث بنا وہ بھی اتنا ہی مجرم اور گناہ کا مرتکب ہے جتنا وہ فاسق اور فاجر ہے۔ اللہ ہمیں ہدایت عطا فرمائے، ہم پر رحم فرمائے۔ زندہ ضمیر، ایمان اور کچھ کرنے کا عزم بہرحال درکار ہے۔ ہم گناہ اور معصیت سے بچنے کے لیے اُس کے فضل و کرم کے محتاج ہیں۔

بیابہ مجلس اسرار

اِتباع

''دل کی حقیقی محبت' طبیعت کی پوری آمادگی اور ایک گہرے قلبی لگاؤ کے ساتھ جب انسان کسی کی پیروی کرتا ہے تو وہ صرف اس حکم ہی کی پیروی نہیں کرتا جو وہ اپنی زبان سے واضح الفاظ میں دے رہا ہو' بلکہ وہ اس کی ہر ادا کی پیروی کو اپنے لیے باعثِ سعادت سمجھتا ہے اور اس کے چشم و ابرو کے اشاروں کا منتظر رہتا ہے۔ وہ یہ دیکھتا ہے کہ میرے محبوب کو کیا پسند ہے اور کیا ناپسند' ان کی نشست و برخاست کا طریقہ کیا ہے' ان کی گفتگو کا انداز کیا ہے' چلتے کس طرح ہیں' وہ لباس کون سا پہنتے ہیں' انہیں کھانے میں کیا چیز مرغوب ہے۔ ان چیزوں کے بارے میں خواہ کبھی کوئی حکم نہ دیا گیا ہو' لیکن جس کے دل میں کسی کی حقیقی محبت جاگزیں ہو جائے' جو کسی کا والہ و شیفتہ ہو جائے' اس کے لیے وہ احکام جو الفاظ میں دیے گئے ہوں' زبان سے ارشاد فرمائے گئے ہوں یا وہ کام جن کے کرنے کی ترغیب و تشویق دلائی گئی ہو' ان کا تو کہنا ہی کیا' وہ تو ہیں ہی واجب التعمیل' ایسے شخص کے لیے تو چشم و ابرو کا اشارہ بھی حکمِ قطعی کا درجہ رکھتا ہے۔ محبوب کی ہر ہر ادا کی نقالی اور اس کے ہر قدم کی پیروی وہ اپنے اوپر لازم کر لیتا ہے۔ اس طرزِ عمل کا نام ''اتباع'' ہے جس کی بڑی تابناک مثالیں ہمیں صحابہ کرام ؓ کی زندگیوں میں نظر آتی ہیں۔ سیرت کی کتابوں میں حضرت عبداللہ بن عمر ؓ کے بہت سے واقعات مرقوم ہیں جن سے ان کے جذبۂ اتباع کا پتا چلتا ہے۔ وہ ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے' اتفاق سے حضور ﷺ کا گزر ایک خاص درخت کے نیچے سے ہوا' لیکن حضرت ابن عمرؓ نے ہمیشہ کے لیے لازم کر لیا کہ جب بھی ان کا اس راستے سے گزر ہوتا تو وہ اس درخت کے نیچے سے ہو کر گزرتے......''

پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

سورۃ الصّف کی آیات 7 تا 9 کا مطالعہ

مسجد جامع القرآن قرآن اکیڈمی لاہور میں امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید حفظہ اللہ کے 2 مئی 2014ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

مرتب: ابو اکرام

خطبہ مسنونہ اور تلاوتِ آیات کے بعد!

حضرات محترم! سورۃ الصّف کی 6 آیات کا مطالعہ ہم مکمل کر چکے تھے۔ البتہ ساتویں آیت پر مختصر گفتگو ہی ہو سکی تھی۔ اس سورت کا مرکزی مضمون غلبۂ دینِ حق ہے جو نبی اکرم ﷺ کا مقصدِ بعثت اور خصوصی مشن تھا۔ پوری سورت اسی مرکزی مضمون کے گرد گھومتی ہے۔ بعض مفسرین کی رائے ہے کہ ہر سورت کا ایک عمود ہوتا ہے، اس عمود کو اگر سمجھ لیا جائے تو پوری سورت کو سمجھنا آسان ہو جاتا ہے۔ اس سورت کا عمود اس کی آیت 9 ہے۔ ﴿هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۝﴾ ''وہی تو ہے جس نے اپنے پیغمبرؐ کو ہدایت اور دینِ حق دے کر بھیجا، تاکہ اس (دین) کو (دنیا کے) تمام دینوں پر غالب کرے اگرچہ کافر ناخوش ہی ہوں'' یہ آیت قرآن مجید کے دو اور مقامات پر بھی آئی ہے۔ سورۃ التوبہ میں یہ انہی الفاظ میں آئی ہے۔ البتہ سورۃ الفتح میں الفاظ کا تھوڑا سا فرق ہے۔ وہاں آیت کے آخری الفاظ ﴿وَكَفٰی بِاللّٰهِ شَهِیْدًا ۝﴾ آئے ہیں۔ گویا ان تین جگہوں پر ایک ہی مضمون آ رہا ہے یعنی آپؐ کا مقصدِ بعثت غلبۂ دینِ حق ہے۔ یہ دین آپؐ کے ہاتھوں غالب ہو کر رہنا ہے۔ اس تکرار کا سبب مضمون کی خصوصی اہمیت کو بیان کرنا ہے۔ غلبۂ و اقامتِ دین کا مطلب باطل نظام کو اُکھاڑ کر اللہ کے دین کو قائم کرنا ہے۔ وہ دین جو اللہ نے نبی اکرم ﷺ کو عطا کر دیا، صرف انسان کی ذاتی عبادت تک محدود نہیں ہے، بلکہ وہ نماز روزہ کے احکام و مسائل بتانے کے ساتھ یہ بھی بتاتا ہے کہ اللہ کی زمین پر سیاسی، معاشی اور سماجی نظام کیا ہوگا؟ کن سماجی اقدار کو پروموٹ کیا جائے گا؟ معاشرہ کن بنیادوں پر استوار ہوگا؟ منکرات کا خاتمہ کیسے ہوگا؟ گویا آپؐ کا مشن ایک انقلابی مشن ہے۔ یہ انقلابی مشن جہاد و قتال کے بغیر آگے نہیں بڑھ سکتا تھا۔ لہٰذا سورت کے آغاز میں وہ آیت آ گئی، جس میں فرمایا گیا کہ اللہ کو وہ لوگ پسند ہیں جو صفیں باندھ کر اللہ کی راہ میں جنگ کرتے ہیں۔

اب آیئے، آیت 7 سے مطالعہ کا آغاز کریں! فرمایا:

﴿وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُوَ یُدْعٰٓی اِلَی الْاِسْلَامِ ۭ وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ۝﴾

''اور اس سے ظالم کون کہ بلایا تو جائے اسلام کی طرف اور وہ اللہ پر جھوٹ بہتان باندھے۔ اور اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔''

یعنی سب سے بڑا ظلم جھوٹی بات اللہ کی طرف منسوب کرنا ہے۔ منکرینِ حق کی بدبختی دیکھئے، اللہ کے رسول ﷺ انہیں اللہ کی طرف بلا رہے ہیں جبکہ وہ اللہ کے کلام کو انسانی کلام کہہ کر رد کر رہے ہیں، اللہ کے نبی ﷺ کی نبوت و رسالت کا انکار کر رہے ہیں۔ (معاذ اللہ) وہ اللہ کے بھیجے ہوئے نبیؑ کو جھوٹا مدعی نبوت قرار دیتے اور اللہ کے کلام کو اُس کا اپنا گھڑا ہوا کلام کہتے ہیں۔ یہ اللہ پر کتنا بڑا افترا ہے۔ شرک بھی اللہ پر افترا کی ہی صورت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی کل کائنات کا خالق و مالک ہے۔ پورا اختیار بھی اسی کے پاس ہے۔ اس نے اپنے اختیار میں کسی کو شریک نہیں کیا۔ لیکن یہ مشرکین کہتے ہیں کہ نہیں، اللہ نے فلاں کو بھی اختیار دیا ہے، فلاں بھی حاجت روا اور مشکل کشا ہے۔ اسی طرح وہ فرشتوں کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی بیٹیاں ہیں، یہ اللہ کے ہاں ہماری سفارش کریں گی۔ مشرکین کے اس افترا کی کوئی بنیاد نہیں ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ جھوٹے ہیں، یہ پیغمبر اسلام کی دعوتِ حق کا راستہ روک رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے واضح فرما دیا کہ جو لوگ بھی یہ روش اختیار کریں، اللہ کے نبیؐ کا انکار کریں، وحی الٰہی اور توحید باری تعالیٰ کو رد کریں، ایسے ظالموں کو ہدایت نہیں ملے گی۔ مشرکین کو ظالم اس لیے قرار دیا کہ ان کا دل گواہی دے رہا تھا کہ پیغمبر اسلامؐ کی دعوت حق ہے۔ وہ اسے پہچان گئے تھے مگر پھر بھی ماننے کو تیار نہ ہوئے۔ اس لیے کہ بت پرستی کے نظام سے ان کے مفادات وابستہ تھے۔ خانہ خدا میں جو 360 بت رکھے ہوئے تھے، یہ ان کے کسٹوڈین تھے۔ اس کے عوض انہیں نذرانے ملتے تھے اور ان کے تجارتی قافلوں کو خصوصی تحفظ ملتا ہے۔ ان پر ڈاکا نہیں ڈالا جاتا تھا۔ ابو جہل اللہ کے رسول ﷺ کا سب سے بڑا دشمن تھا، مگر اس کا یہ قول بھی روایات میں ملتا ہے کہ میں یہ نہیں کہہ رہا کہ محمد (ﷺ) جھوٹ بولتے ہیں، بلکہ معاملہ یہ ہے کہ میں اگر محمد (ﷺ) کی رسالت کا اقرار کر لوں تو میں تو ان کے تابع ہو جاؤں گا، جبکہ ہمارے خاندان کی اور بنو ہاشم کی ایک مسابقت چل رہی ہے۔ (حضرت) محمد (ﷺ) کو ماننے سے میں ہمیشہ کے لیے نیچا ہو جاؤں گا۔ لہٰذا

میں آپؐ کو رسولؐ ماننے کے لیے تیار نہیں ہوں۔ معلوم ہوا کہ مشرکین اپنے تعصب یا دُنیاوی مفادات کی وجہ سے رسالت محمدیؐ کا انکار کرتے تھے، ورنہ آپؐ کو الصادق اور الامین کا خطاب اسی قوم نے دیا تھا۔

آگے فرمایا:

﴿یُرِیۡدُوۡنَ لِیُطۡفِـُٔوۡا نُوۡرَ اللّٰہِ بِاَفۡوَاہِہِمۡ ط وَ اللّٰہُ مُتِمُّ نُوۡرِہٖ وَ لَوۡ کَرِہَ الۡکٰفِرُوۡنَ ۝﴾ (آیت:8)

’’یہ چاہتے ہیں کہ اللہ (کے چراغ) کی روشنی کو منہ سے (پھونک کر) بجھا دیں حالانکہ اللہ اپنی روشنی کو پورا کر کے رہے گا، خواہ کافر ناخوش ہی ہوں۔‘‘

اسلام دُشمن چاہتے ہیں کہ قرآن مجید جو خورشید ہدایت بن کر طلوع ہوا ہے، جو چراغ ہدایت ہے، اُسے گل کر دیں۔ یہ دین اسلام کو اپنے منہ کی پھونکوں سے بجھانا چاہتے ہیں۔ نور اسلام کے دشمن روزِ اوّل سے یہود بھی ہیں، عیسائی بھی اور مشرکین بھی۔ تاہم عہدِ نبویﷺ میں جبکہ غلبۂ دین کی یہ جدوجہد جاری تھی، عیسائی ذرا فاصلے پر تھے۔ اصلمنا قشت مشرکین عرب یا پھر مدینہ میں آباد یہود کے تین قبائل کے ساتھ چل رہی تھی۔ وہ مسلسل نبیﷺ، اسلام اور مسلمانوں کے خلاف سازشیں کرتے تھے۔ حالانکہ یہود سب سے بڑھ کر یہ بات جانتے تھے کہ آپؐ واقعی اللہ کے نبی ہیں۔ اسی لیے قرآن مجید نے ان کو خوب آئینہ دکھایا کہ ﴿یَعۡرِفُوۡنَہٗ کَمَا یَعۡرِفُوۡنَ اَبۡنَآءَہُمۡ ط﴾ (البقرۃ:146) ’’وہ آپؐ (محمد عربیؐ کی نبوت ورسالت) کو ایسے پہچانتے ہیں جیسے اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں‘‘۔ اس کے باوجود حق کو قبول نہ کرنے کی سب سے بڑی وجہ تکبر اور حسد تھا۔ قرآن مجید جس قدر نازل ہوتا تھا، یہود پر اُسی قدر گراں گزرتا تھا۔ وہ چاہتے تھے کہ وحی کا یہ سلسلہ کسی طرح رُک جائے۔ کئی مرتبہ انہوں نے نبی اکرمﷺ کو قتل کرنے کی سازش کی۔ آپؐ کو زہر بھی دیا۔ ایک مرتبہ ایک عمارت سے آپؐ پر پتھر بھی گرایا۔ سورۃ المائدہ میں ہے: ﴿وَ لَیَزِیۡدَنَّ کَثِیۡرًا مِّنۡہُمۡ مَّاۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡکَ مِنۡ رَّبِّکَ طُغۡیَانًا وَّ کُفۡرًا ؕ﴾ (آیت:68) ’’اور اس (قرآن) سے ان میں سے اکثر کی سرکشی اور کفر اور بڑھے گا۔‘‘ وہ چاہتے تھے کہ جیسے بھی ہو اسلام کا یہ نُور پھیلنے نہ پائے، یہ سلسلہ کسی طرح بند کر دیا جائے۔ فرمایا، اللہ کا یہ فیصلہ ہے کہ یہ وحی اور یہ دین مکمل ہو کر رہے گا۔ اللہ تعالیٰ نور ہدایت کا اتمام فرما کر رہے گا۔ یہ اس کا فیصلہ ہے۔ قرآن پورا کا پورا نازل ہوگا۔ نبی اکرمﷺ کو اللہ نے یہ کلام پورے کا پورا عطا کرنا ہی کرنا ہے، چاہے کافروں کو کتنا ہی ناگوار ہو۔ چاہے یہ کتنی بھی سازشیں اور کوششیں کر لیں، اس کو روک نہیں سکتے۔ اس آیت کے حوالے سے مولانا ظفر علی خان کا شعر یاد آتا ہے کہ

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

لیکن کوششیں تو وہ کر رہے تھے۔ یہود اور مشرکین کی نورِ اسلام کو بجھانے کی ایک نہایت خطرناک سازش غزوۂ احزاب تھی۔ اس غزوہ میں کیا ہوا؟ کفر کے متحدہ لشکر نے نورِ اسلام کو بجھانے کی کوشش کی۔ قرآن مجید نے اس صورتحال کا نقشہ یوں کھینچا ہے: ﴿اِذۡ جَآءُوۡکُمۡ مِّنۡ فَوۡقِکُمۡ وَ مِنۡ اَسۡفَلَ مِنۡکُمۡ وَ اِذۡ زَاغَتِ الۡاَبۡصَارُ وَ بَلَغَتِ الۡقُلُوۡبُ الۡحَنَاجِرَ وَ تَظُنُّوۡنَ بِاللّٰہِ الظُّنُوۡنَا ۝۱۰﴾ (الاحزاب) ’’جب وہ (دشمن) تمہارے اوپر اور نیچے کی طرف سے تم پر (چڑھ) آئے اور جب آنکھیں پھر گئیں اور دل (مارے دہشت کے) گلوں تک پہنچ گئے اور تم اللہ کی نسبت طرح طرح کے گمان کرنے لگے۔‘‘ غزوۂ احزاب کے ماسٹر مائنڈ یہود تھے۔ وہ خیبر میں بیٹھ کر اسلام کے خلاف سازشیں کرتے تھے۔ یہود کے دو قبیلے بنو قینقاع اور بنو نضیر بدعہدی کی وجہ سے مدینہ سے بے دخل کر دیئے گئے تھے۔ چنانچہ وہ خیبر میں جا کر آباد ہو گئے۔ اور وہاں سے مکہ جا کر مشرکین عرب سے ساز باز کرنے لگے۔ وہ اُن سے خیر سگالی کے لیے ان کے بتوں کے آگے نذرانے تک پیش کرتے۔ مشرکین سے یہ کہتے کہ (معاذ اللہ) تم لوگ (مشرکین عرب) محمد (ﷺ) کے ساتھیوں کے مقابلے میں زیادہ راہِ ہدایت پر ہو۔ پھر انہوں نے مشرکین مکہ کو ساتھ ملا کر مسلمانوں کے مقابلے کے لئے بہت بڑا لشکر تیار کیا۔ اس لشکر کی تعداد بعض روایات کے مطابق

پریس ریلیز 16 مئی 2014ء

اسلام کی قابل احترام اور مقدس ہستیوں کی توہین پر جیو کی بندش کی ہم پُرزور حمایت کرتے ہیں

مسئلہ صرف جیو کی بندش سے حل نہ ہوگا، تمام چینلز کو فحاشی کی تشہیر سے روکا جائے

حافظ عاکف سعید

لاہور (پ ر) جیو چینل نے صحابہؓ اور اہل بیتؓ کی توہین کر کے ایک قبیح اور قابل گرفت جرم کا ارتکاب کیا ہے۔ یہ بات امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید نے قرآن اکیڈمی لاہور میں خطاب جمعہ کے دوران کہی۔ انہوں نے کہا کہ اس مذموم فعل پر جیو کو قرار واقعی سزا ملنی چاہیے۔ اسلام کی قابل احترام اور مقدس ہستیوں کی توہین پر جیو کی بندش کی ہم پُر زور حمایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ صرف جیو کو بند کر دینے سے مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ باقی چینلز بھی تشہیر فحاشی کے حوالہ سے جیو سے پیچھے نہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم میڈیا کی آزادی کے حق میں ہیں لیکن اسلام کی فراہم کردہ حدود کے اندر میڈیا کو اس آزادی کا استعمال کرنا چاہیے۔ ہم مادر پدر آزادی کے حق میں قطعی نہیں۔ انہوں نے کہا کہ یہ سب کچھ اچانک نہیں ہوگیا، یہ سفر ہم نے چھیاسٹھ سال میں طے کیا ہے۔ ہم نے اسلام کے نام پر حاصل کیے جانے والے ملک میں آغاز سے ہی لبرل ازم کی راہ اختیار کر لی تھی، جس سے فحاشی اور بے حیائی پھیلانے والوں کو آسان راستہ فراہم ہوگیا۔ انہوں نے کہا کہ اگر ہم نے حکومتی اور نیم حکومتی امور میں اسلام کے فراہم کردہ فریم ورک کو مدنظر رکھا ہوتا تو آج ہمیں یہ دن دیکھنا نہ پڑتا۔ انہوں نے کہا کہ اب بھی وقت ہے فحاشی اور بے حیائی کے اس سیلاب کے آگے بند باندھا جائے، اسلامی معاشرت کو رواج دیا جائے تاکہ پاکستان کو صحیح مسلمان قیادت فراہم ہو سکے۔ انہوں نے کہا کہ پاکستانیوں کے گھروں میں ہندوستانی فلمیں دیکھی جاتی ہیں جس پر سونیا گاندھی نے طنزیہ طور پر کہا تھا کہ ہم ثقافتی لحاظ سے پاکستان کو فتح کر چکے ہیں۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبۂ نشر و اشاعت تنظیم اسلامی)

24ہزار تھی۔ کفار نے جو خندق کے اُس پار پڑاؤ کیے ہوئے تھے، ایک ماہ سے زائد عرصہ مسلمانوں کا محاصرہ کیے رکھا۔ لیکن آخر کار انہیں ناکامی کا منہ دیکھ کر راہِ فرار اختیار کرنی پڑی۔ ہوا یوں کہ ایک رات زور کی آندھی چلی اور کفار کے خیموں میں آگ لگ گئی۔ اُن کے مویشی بھاگ نکلے اور ایسی افراتفری ہوئی کہ سب تتر بتر ہو گئے۔ جب صبح ہوئی تو میدان خالی تھا۔ اہلِ ایمان کی طرف سے اللہ ہی جنگ کرنے کے لیے کافی ہو گیا۔ انہیں کچھ بھی نہ کرنا پڑا۔ یہ ہے اللہ کی نصرت۔ بہرکیف اللہ کا فیصلہ ہے کہ اس نے اس نور کا اتمام کر کے رہنا ہے۔

کفار ہمیشہ اسلام کے خلاف سازشیں کرتے رہے اور آئندہ بھی کرتے رہیں گے۔ یہ دین قیامت تک کے لیے آیا ہے۔ چنانچہ یہود و نصاریٰ اور مشرکین قیامت تک اس دین کو مٹانے کے درپے رہیں گے۔ اسلام کے خلاف کفار کی ان سازشوں کے ماسٹر مائنڈ ہمیشہ یہود ہوتے ہیں۔

فی زمانہ نائن الیون کی جو سازش ہوئی ہے، وہ بھی یہود کی تیار کردہ تھی۔ اب ساری دُنیا کو معلوم ہو گیا ہے کہ اس سازش میں خود امریکا کی ایجنسیاں ملوث تھیں۔ یہ حقائق سامنے آچکے ہیں جن کو جھٹلانا ممکن نہیں ہے۔ یہ آج کے دور میں اسلام کے خلاف سب سے بڑی سازش ہے۔ اس کا نتیجہ ساری دُنیا میں مسلمانوں سے شدید نفرت کی صورت میں نکلا۔ یہ تاثر عام ہو گیا کہ مسلمان سب سے زیادہ اُجڈ، گنوار اور وحشی ہیں۔ یہ اس قابل نہیں ہیں کہ اس زمین پر رہیں۔ جہاں بھی انہیں دیکھو، کچل ڈالو۔ یہود نے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف یہ جذبات پیدا کرنے میں بڑی کامیابی حاصل کی ہے۔ نائن الیون کا ڈرامار چانا عالمِ کفر کے لیے ضروری تھا، تاکہ اسلام کے خلاف جنگ پوری قوت سے چھیڑی جا سکے۔ اس لیے کہ 1924ء میں سلطنت عثمانیہ سے خلافت کے خاتمہ کے بعد پہلی بار افغانستان میں شریعت نافذ ہوئی تھی، جس کے نتیجے میں نظامِ شریعت کی برکات سامنے آنے لگی تھیں۔ اگرچہ میڈیا کا سارا کنٹرول کفار کے ہاتھ میں ہے اور انہوں نے شریعت کی برکات کو پورے طور پر سامنے آنے نہیں دیا، لیکن پھر بھی یہ اندیشہ تھا کہ شریعت کے ثمرات و برکات کسی نہ کسی طرح اہلِ عالم کے سامنے آجائیں گی اور اس کے اثرات ظاہر ہونا شروع ہو گئے تھے۔ پھر یہ کہ افغانستان میں جہاد دوبارہ زندہ ہو گیا تھا۔

لہٰذا انہیں اب خطرہ محسوس ہوا کہ اگر ہم نے مسلمانوں کا نظامِ حکومت خلافت ختم نہ کیا تو یہ سر پھرے لوگ اسلام کو غالب کر کے دُنیا کے لیے مینارۂ نور بنا دیں گے۔ امارت اسلامی افغانستان کو باقی رہنے دینے سے اسلام کے نظامِ عدل و مساوات کا ایک حسین نقشہ دُنیا کے سامنے آ جائے گا۔ لہٰذا انہوں نے نائن الیون کی سازش تیار کی اور افغانستان پر یلغار کر کے اسلامی حکومت کا خاتمہ کر دیا۔ یہود کو پاکستان کی ایٹمی قوت بھی کھٹک رہی ہے۔ پاکستان کے ایٹم بم کو وہ اسلامی بم کا نام دیتے ہیں۔ یوں پاکستان بھی اُن کا بہت بڑا دشمن ہے۔ درحقیقت انہوں نے اپنے شیطانی منصوبوں کو آگے بڑھانے کے لیے افغانستان اور عراق پر حملے کیے، جن میں لاکھوں افراد شہید ہو گئے۔ دوسری جانب نورِ اسلام کو بجھانے کے لیے وہ کبھی ''فرقان'' کے نام سے خود ساختہ قرآن کا نسخہ لے آتے ہیں، اور اسے نیٹ کے ذریعے پھیلاتے ہیں۔ کبھی قرآن جلانے جیسی ابلیسی حرکتیں کرتے ہیں۔ کبھی حضور پُرنور ﷺ کے خاکے بنا کر اپنے خبثِ باطن کا اظہار کرتے ہیں۔ اس طرح دراصل مسلمانوں کی غیرت و حمیت کے حوالے سے نبض چیک کرتے ہیں کہ اب وہ کس مقام پر کھڑے ہیں۔ اس لیے کہ یہودیوں کا ایجنڈا گریٹر اسرائیل کا قیام ہے۔ انہوں نے اپنا تھرڈ ٹمپل دوبارہ تعمیر کرنا ہے۔ اس کے لیے یہود کا مذہبی طبقہ اُن پر شدید دباؤ ڈال رہا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ بیت المقدس اور فلسطین پر ہمارا قبضہ ہے۔ اگر ہم اب بھی ٹمپل تعمیر نہیں کرتے تو کب کریں گے؟ ٹمپل کی تعمیر کے لیے انہیں پہلے مسجد اقصیٰ گرانا پڑے گی۔ یہ ساری سازشیں اسی منصوبے کے تحت ہو رہی ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ اسلام صرف نماز روزہ کی حد تک رہ جائے۔ ایک نظامِ عدل اور غالب قوت کے طور پر باقی نہ رہے۔ قانونِ شریعت کہیں بھی قائم نہ ہونے پائے۔ جو لوگ دین کے غلبہ کے لیے جدوجہد کرتے ہیں، وہ اُن کی نظر میں دہشت گرد ہیں، اور انہیں صفحۂ ہستی سے مٹا دینا ضروری ہے۔ صرف وہی مسلمان برداشت کیا جائے گا جو اُن کے رنگ میں رنگ جائے۔

اگلی آیت وہی آیت ہے، جو اِس سورت کا عمود ہے۔ فرمایا:

﴿هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۝﴾

''وہی تو ہے جس نے اپنے پیغمبرؐ کو ہدایت اور دینِ حق دے کر بھیجا، تاکہ اسے اور سب دینوں پر غالب کرے خواہ مشرکوں کو بُرا ہی لگے۔''

یہودیوں نے اسلام سے بلکہ پوری دنیا سے انتقام لینا ہے۔ وہ اپنے دورِ انتشار (diaspora) میں جو پونے اٹھارہ سو سال پر محیط ہے، ساری دنیا کے اندر مارے مارے پھرتے رہے۔ اس دوران ہر جگہ ان کی پٹائی ہوتی رہی۔ اگرچہ وہ اپنا سب سے بڑا دشمن مسلمانوں کو سمجھتے ہیں کہ اُن کی وجہ سے ہی انہیں نیچا ہونا پڑا، تاہم وہ پوری نوعِ انسانی پر استبدادی دجالی حکومت کا خواب دیکھ رہے ہیں۔ اور اس کے لئے منظم پلاننگ بھی کر رہے ہیں۔ اسلام کو تو وہ کسی بھی صورت گوارا نہیں کر سکتے۔ اُس کے خلاف وہ ابتدائے اسلام ہی سے سازشیں کرتے رہے، لیکن اللہ کا فیصلہ تھا کہ جزیرہ نمائے عرب پر اللہ کا دین قائم ہونا ہے اور اللہ کا فیصلہ نافذ ہو کر رہا۔ پھر تھوڑے ہی عرصہ بعد اسلام جزیرہ نمائے عرب سے آگے بڑھا اور 25،20 سال کے دوران سلطنت فارس اُس کے زیرِنگیں آ گئی۔ اسی طرح سلطنت روما کا ایک بڑا حصہ اسلام نے فتح کر لیا اور یہود کی ساری کوششیں اور سازشیں دھری کی دھری رہ گئیں۔ اب کل روئے ارضی پر اسلام کو غالب ہونا ہے۔ بعثت نبویؐ کا خصوصی مشن تب ہی اتمامی شان کے ساتھ مکمل ہو گا۔ یہود، اُن کے صلیبی ایجنٹ اور ہنود اس راہ میں خواہ کتنے بھی روڑے اٹکائیں، یہ مشن پورا ہو کر رہے گا۔ اس بارے میں اللہ کے رسول ﷺ نے خوشخبری دی ہے۔ اس حوالے سے احادیث میں آپؐ کی پیشین گوئیاں اور قرآن مجید میں اشارات آئے ہیں، جن کا حاصل یہ ہے کہ قیامت سے قبل کل روئے ارضی پر اللہ کا دین قائم ہو گا۔ آج کی دنیا گلوبل ویلیج ہے۔ دنیا کو واحد نظام کی ضرورت ہے۔ یہ واحد نظام اسلام اور صرف اسلام ہے۔ اس لئے کہ اسلام ہی پوری دنیا کے لئے واحد نفع بخش نظام ہے۔ اسلام ہی عدل و انصاف پر مبنی ہے۔ کوئی اور نظام کبھی عدل فراہم نہیں کر سکتا۔ اسلام کا نظامِ عدل کیسے غالب ہو گا، یہ مشن کیسے مکمل ہو گا؟ اس کے لئے جہاد و قتال کرنا ہو گا۔ اسی لئے اگلی آیت میں مسلمانوں سے کہا جا رہا ہے کہ اب جہاد و قتال کے لئے تیار رہو۔ یہ مضمون ان شاء اللہ آئندہ آئے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے دین کے غلبہ کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

☆☆☆☆☆

نیک و بد سمجھائے جاتے ہیں

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

اِدھر سول، ملٹری، میڈیائی آنکھ مچولی جاری تھی۔ بیچ میں یکا یک کینیڈا بیٹھے کنٹینر فیم غم خوار پُر اسرار متحرک ہوگئے۔ نہایت متنازع اور مشکوک فنکار زید حامد منظر پر آدھمکا۔ ایک سال بعد عمران خان کو دورۂ دھاندلی پڑ گیا۔ اسی غل غپاڑے میں میری باری تیری باری جمہوریت کی چولیں ڈھیلی کرنے کو (ق) لیگ بھی آن کودی۔ ایک نیا ورلڈ ریکارڈ دنیا کی تاریخ میں فوج کے حق میں مظاہروں کا قائم ہوا۔ (مصر میں شاید اس کی نظیر مل جائے)۔ عوام کی اپنی مصروفیات ہیں لوڈشیڈنگ سے نمٹنے۔ بجلی کے بھاری بلوں کی بدستور ادائی کا غم، سی این جی کی طویل لائنیں، غرباء کی خودکشیاں، خودسوزیاں، نوجوانوں کی جا بجا دست درازیاں۔ غرض ایک طوفانِ بدتمیزی چہار جانب برپا ہے۔ امریکی جرنیلوں کی آمدورفت پر مہر ثبت کرنے کے لیے امریکی نائب وزیر خارجہ ولیم برنز نے سول ملٹری حکام سے ملاقات کر کے فرمائش نما مطالبہ سامنے رکھ دیا ہے۔ (آخر اتنے سالوں سے ان کے فرمائشی پروگرام ہم نے پورے کیے ہیں۔ لال مسجد آپریشن، سوات تا فاٹا آپریشن در آپریشن)۔ برنز صاحب فرماتے ہیں 'افغانستان میں نئی کٹھ پتلی حکومت کے قیام سے پہلے شمالی وزیرستان میں آپریشن کر کے دہشت گردوں کے ٹھکانے تباہ کر دو'۔ یوں بھی مذاکرات جب شروع کیے تھے تو اسی وقت یہ بات واضح تھی کہ افغانستان میں انتخابات ہونے تک، برف پگھلنے، موسم آپریشن کے لیے سازگار ہونے تک 'دہشت گردوں' کو مصروف رکھو۔ عوام بھی مذاکرات کی ڈھول چاٹ لیں۔ اِدھر بھی اب تیاری کی خبریں گرم ہیں۔ پس کچھ اخباری کالمز اور میڈیا پر ٹاک شوز کی دھواں دھاری سے فضا تیار کرنی ہوگی۔ کسے مارنے بھجوانا ہے؟ امریکہ کو مطلوب مسلمان؟ وہ آکر ڈکٹیشن کیوں دے رہے ہیں۔ مسلمانوں کو یمن، مصر سٹائل یہاں بھی مارنے کی بے قراری انہیں کیوں ہے؟ اس کی فرمائش پر یہ آپریشن ہوا تو چلتے لگے ہاتھوں اقبالؒ کا شعر پڑھ لیجیے۔ جو انہوں نے خاکی پاور کے لیے لکھا تھا۔

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے!

اگر جہاد فی سبیل اللہ اللہ کا کلمہ بلند کرنے، تحفظ اسلام و شریعت کے لیے ہوگا تو لاریب نوری ہے۔ اگر جہاد فی سبیل الطاغوت ہوا، کفر کی رضا، اس کی فرمائش اور حکم پر تو خود سوچ لیجیے! سادہ سا اصول ہے، کوئی راکٹ سائنس تو ہے نہیں۔ اسی ہنگامے کے بیچوں بیچ کراچی سے نیٹو طیارے ہماری فضائی حدود روندتے ہوئے انخلاء کرتے امریکیوں کے لیے ساز و سامان پہنچا رہے ہیں۔ جس کی منطق سیانے بھی سمجھنے سے قاصر ہیں۔ اور اب حکم آپریشن۔ ﴿اَلَیۡسَ مِنۡكُمۡ رَجُلٌ رَّشِيۡدٌ﴾ (ھود:78) کیا کوئی ایک۔ کوئی ایک بھی رجل رشید (شائستہ آدمی) اس قوم میں باقی نہیں؟ (پرویز رشید، شیخ رشیدوں کی بات نہیں ہو رہی) ایف بی آئی کا ایجنٹ الگ ممنوعہ اسلحہ لیے منہ چڑاتا ضمانت کروا کر نکل گیا!

اس دگرگوں ملکی صورت حال میں اخلاق و کردار کی دھجیاں اڑانے کو رہی سہی کسر نصابوں نے نکال رکھی ہے۔ بات اب یہ نہیں رہی کہ قرآن، اسلام نصابوں سے نکال دو۔ بھاری بھرکم فیسوں کے ساتھ والدین نہایت مہنگی جہالت خرید رہے ہیں۔ تعلیمی اداروں میں ہر طرح کا نصاب صرف دو نکات پر مبنی ہے۔ ایک یہ کہ روحِ محمد ﷺ اس کے بدن سے نکال دو۔ اور دوسرا یہ کہ عریانی فحاشی، رقص و سرود، موسیقی، دوستی یاری کے اسباق بلا مبالغہ پالنے میں پڑے بچے سے شروع کرو۔ آکسفورڈ (کی اعلیٰ تعلیم!) کی دوسری جماعت کی کتاب نظر سے گزری۔ (اگرچہ یہ موضوع کئی وہائٹ پیپر سیاہ کرنے کو کافی ہے نمونہ صرف ملاحظہ فرمائیے) ننھے بچے کو انگریزی پڑھائی جارہی ہے۔ ایک مضمون پورا چڑیل، اس کے کھانے کی ترکیب پر مشتمل ہے۔ چڑیل کا سالن بنانے کے لیے جو اشیاء لکھی گئی ہیں وہ ہیں: آٹھ عدد سبز سانپ، 12 عدد مینڈکوں کی آنکھیں، گیارہ طوطوں کے پنجے، نو کتے کی دمیں، 7 کپ پانی اور تھوڑا سا نمک، ترکیب تصویر وار پوری دکھائی بتائی گئی ہے۔ سانپ کے ٹکڑے کرو، کتے کی دمیں اور مینڈک کی آنکھیں کاٹو، ابالو۔ کانٹے سے ملاؤ، فرائی کرو، پانی ڈالو۔ بیس منٹ ابالو، طوطے کے پنجے ڈالو، اب سالن کے مزے اٹھاؤ۔ (تصویر چڑیل کی ہے!) کتنا اہم سبق ہے آمد دجال سے پہلے بیگم شیطان کی خوراک تیار کرنا سکھانے کا!

معصوم ننھا بچہ اگلا سبق پڑھ رہا ہے چمپینزی (بن مانس) کے خاندان کا۔ پورا کنبہ تصویر میں حاضر ہے۔ چمپ (چمپینزی کو کہا گیا ہے) کے دادا، دادی، بہن بھائی، ماموں، پھوپھی! کتنا اہم تعارف ہے! گورے کی مجبوری تو ہم جانتے ہیں کہ یہ ان کے معزز ڈارونی جدامجد کا خاندان ہے۔ اپنے چچا، پھوپھی، خالہ تو عنقا ہوگئے۔ حرام کے رشتوں میں کیا، کہاں تلاش کرتے پھریں۔ ہمارے معصوموں کی کیا مجبوری ہے کہ پورا نصاب جانوروں، چڑیلوں سے بھرا ہوا ہے۔۔۔؟ پنجاب بھر میں سوشل سکیورٹی سکولوں میں ساتویں جماعت کے بچوں کی انگریزی میں اعلیٰ تعلیم کے نام پر آکسن (Oxen!?) اکیڈمکس کی کتاب پڑھائی جارہی ہے۔ تعلیم و تربیت کے لیے ڈائن (Dion) نامی اسم بامسمّی گلوکارہ کے عشق کی ٹھنڈی آہیں بھرتا انگریزی فلم کا گانا حاضر ہے۔ استاد کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ کلاس میں بار بار یہ سنوائے طالب علموں کی سماعت کی صلاحیت بڑھانے کو۔ نیز ان کی دلچسپی بڑھانے کو مزید مشق بھی کروائی جاسکتی ہے۔

اسی میں مائیکل جیکسن کا گانا 'Criminal Smooth' بھی شامل ہے۔ یہ 'شاطر مجرم' بھی بار بار سن کر پھر شاید تجربہ بھی کیا جائے گا! (کم عمر ذہن گہرا اثر قبول کرتے ہیں)۔ لب لباب اس 'فن پارے' کا یہ ہے کہ 'وہ شاطر مجرم کھڑکی کے راستے دھماکہ خیز طریقے سے اس کے اپارٹمنٹ میں وارد ہوا۔ فرش پر خون کے دھبے چھوڑے۔ وہ میز کے نیچے چھپی، بیڈ روم میں بھاگی دوڑی۔ اس نے اس کو جا لیا۔ یہی بربادی اس کا مقدر تھی۔ پھر بارہ مرتبہ پوچھا جاتا ہے۔ اینی کیا تم ٹھیک ہو؟ تم ٹھیک تو ہو اینی۔۔۔' 'تمہیں ایک شاطر مجرم نے آلیا۔۔۔!' یہ تربیت رائیگاں نہیں جارہی۔ خبر یہ ہے کہ اجتماعی زیادتی کی وارداتوں میں ہولناک اضافہ ہوا ہے۔ ہر ساڑھے تین گھنٹے بعد ایک زیادتی کا کیس پنجاب میں سامنے آرہا ہے۔ عارف والا میں پرائمری کے 3 لڑکوں نے ویران گھر میں (باقی صفحہ 16 پر)

کہاں ہیں داعیانِ اسلام؟

عظمت علی رحمانی

یہ ایک معروضی حقیقت ہے کہ جدید مشینی آلات اور نت نئی سائنسی ایجادات نے فاصلوں کو اس حد تک سمیٹ کے رکھ دیا ہے کہ دنیا ایک گاؤں کی مانند ہوگئی ہے، جس میں رونما ہونے والا کوئی بھی واقعہ اپنی اثر انگیزی اور پھیلاؤ کے حوالے سے کسی خاص حصے تک محدود نہیں رہتا۔ آج ابلاغیات کے ارتقاء کی وجہ سے آواز اور اطلاع کے فاصلے اِس حیرت انگیز حد تک سمٹ گئے ہیں کہ تعمیر بیت اللہ کے بعد لگائی جانے والی صدائے ابراہیمی کا زمین کی وسعتوں کو لپیٹتے ہوئے تمام بنی نوع انسان کی سماعتوں سے ٹکرانا اعجازی شان رکھنے کے باوجود عقل کے لئے تسلیم کرنا اب مشکل نہیں رہا۔

صیاد کی عیاری کہیے یا ہماری بدقسمتی کہ اسلام مخالف لابنگ کے لیے وسیع پیمانے پر ان ذرائع ابلاغ اور انفارمیشن ٹیکنالوجی کا سہارا لیا گیا اور لیا جارہا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ اسلام مخالف پروپیگنڈے نے جن لوگوں کو متاثر کیا ہے اُن میں ایک غیر معمولی تعداد پیروان اسلام کی بھی ہے۔ جبکہ داعیان اسلام کی جدید ذرائع ابلاغ سے بے اعتنائی نے دعوت دین اور اسلام کے پیغام کو مخصوص حلقوں تک محدود کرر کے رکھ دیا ہے۔ حالانکہ ہماری یہ روش کسی طرح بھی داعی اعظم حضور نبی کریم ﷺ کے طرزِ عمل سے مطابقت نہیں رکھتی۔

دعوتِ دین کے سلسلے میں آنحضرت ﷺ کا اسوۂ حسنہ ہر ذریعہ کو بروئے کار لانے کا تھا، جو اپنی سرعت اور تاثیر میں مخالفین کے ہم پلہ اور مخاطبین کے مزاج سے ہم آہنگ ہو۔ اس کی ایک واضح نظیر یہ ہے کہ ایک موقع پر جب مشرکین مکہ کی طرف سے اسلام مخالف پروپیگنڈے کے لیے شعروشاعری کا سہارا لیا گیا، کیونکہ اس دور میں زبان کا میڈیا شعروشاعری تھا، کسی بھی بات کو ہر زبان پر جاری کرنے کا ذریعہ یہ تھا کہ اُس کو شعری قالب میں ڈھال دیا جائے۔ چنانچہ انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کی ہجوگوئی کو زبان زدِ خاص وعام کرنے کے لیے اُسے شعری لباس پہنا دیا تو نبی کریم ﷺ نے اُس کے ردعمل میں صرف وعظ اور برسرِ منبر وضاحتی اور جوابی تقریر فرمادینے کو ہی کافی نہیں سمجھا بلکہ اُن کے اُس پروپیگنڈے کا زور توڑنے کے لئے علاج بالمثل کے طور پر اسی ذریعہ کو استعمال فرمایا اور حضرت حسان رضی اللہ عنہ کو اپنی مدح اور دشمنانِ دین کی مذمت کے لیے شاعری سے مدد لینے کا حکم فرمایا۔

اگر اس سے تھوڑا پیچھے چلیں جائیں تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دور میں سحر (جادو) عام تھا تو قدرتِ خداوندی نے اس وقت موسیٰ علیہ السلام کو اسی طرح کا معجزہ عصا اور ید بیضا عطا فرمایا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دور میں طب عام تھا تو عیسیٰ علیہ السلام کو بھی ایسا معجزہ دیا۔ طب کیا طب سے بھی آگے مسیحائی عطا کر دی۔ اگر ہم توجہ دیں اور موجودہ زرد صحافت دیکھ کر اس میدان کو خالی نہ چھوڑیں تو بلاشبہ صحافت برائے صحافت مدارس کے پڑھے ہوئے علماء اور طلباء کے لئے کچھ بھی نہیں ہے۔ اور حقیقی جرنلزم کی شمعیں بھی تبھی جلیں گی جب ان کو روشن کرنے والا آسمانی صحیفوں سے روشنی لے کر آئے گا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے کسی بھی اس ذریعہ کو نظر انداز نہیں فرمایا جس سے ابلاغ کے دائرے میں وسعت پیدا ہوتی ہو۔ موذن کے بلند آواز ہونے کو اذان کا ادب قرار دینا بھی دعوت دین کے دائرے کو ممکنہ حد تک وسیع کرنے کا مظہر ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کے ارشاد کے مطابق اذان کی آواز سن کر شیطان کا بصد ذلت ورسوائی فرار اختیار کرنا صرف ایک جزوی واقعہ ہی نہیں بلکہ اس قدرتی اصول کی طرف راہنمائی ہے کہ دعوتِ حق کے دائرے کی وسعت ہی وہ طاقتور ہتھیار ہے جس کے ذریعہ شیطانی قوتوں کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کیا جاسکتا ہے۔

اس لیے دعوت دین کے فریضہ کی وسیع پیمانے پر ادائی کے لیے اور ہر کچے پکے مکان تک حق کی آوز پہنچانے کے لیے منبر ومحراب کے ساتھ ساتھ میڈیا کے تمام فورمز اور انفارمیشن ٹیکنالوجی کے معاصر وسائل کو استعمال کرنا ایسی ناگزیر حیثیت اختیار کرگیا ہے، جس سے بے توجہی اور بے اعتناعی کا یہ تسلسل ہمیں دنیا سے کاٹ کر دیوار سے لگا دینے پر منتج ہوسکتا ہے اور بڑی حد تک اس کا تجربہ ہمیں ہو بھی چکا ہے۔

اشاعت کے وسائل اور میڈیائی مشنری کی مہارتوں اور ان کے استعمال کی تکنیک سے مسلح ہونے کا ایک لازمی تقاضا یہ بھی ہے کہ آج کے محاورے اور اسلوب بیان سے واقفیت حاصل کی جائے۔ حق کا پیغام پہنچانے کے لیے اگر یہودیوں کی زبان سیکھنے کی ضرورت پیش آئی تو آپ ؐ کے حکم پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یہ زبانیں نہ صرف سیکھیں بلکہ ان میں اعلیٰ درجہ کی مہارت حاصل کی ہے۔ اپنے آباء کی اس تاریخی حقیقت سے ہمیں استفادہ کر کے خشک سالی کو دور کر کے برگ وثمر سامنے لانے ہوں گے۔

کیسے بتاؤں کہ برگ وثمر کے ہوتے ہوئے
مری زمین پہ موسم ہے خشک سالی کا

اسلام اور اسلامی اقدار پر حملے، اہل دین کی ناقدری اور مدارس کے خلاف بے بنیاد پروپیگنڈا اِسی وجہ سے ہو رہا ہے کہ ہم نے میڈیا کا محاذ کافی حد تک خالی چھوڑ دیا ہے۔

ایک مدت تک مقتدایانِ اسلام نے ہر مدِ مقابل کے طور پر اُبھرنے والی تہذیب اور فلسفے کی زبان اور اُن کے اصول ومبادی میں گہرا اِدراک حاصل کر کے دفاعِ دین کی روایت کو باقی رکھا۔ جب تک اس روش کو اہل علم کی توجہ حاصل رہی، کوئی بھی تہذیب اور کوئی بھی فلسفہ اسلام کے سامنے ٹھہر نہیں سکا۔ آج اگر مغربی تہذیب اور فلسفہ کچھ عرصے سے میدان میں کھڑا ہے اور اس کی ظاہری ملمع سازی اور دیدہ ذیبی لوگوں کی توجہ کا

مرکز بنی ہوئی ہے تو یہ اس وجہ سے کہ ہم نے میدان خالی چھوڑ دیا ہے۔ اس صورت حال میں ترجیحی بنیادوں پر مغربی فکر و فلسفہ کے محاورے طریقہ واردات اور زبان سے آگاہی حاصل کر لینے کے بعد ان کی زبان میں جواب دینا عصر حاضر میں دین کی تعبیر و تشریح کے ساتھ ساتھ اس کے تحفظ اور دفاع کا بھی اولین تقاضا ہے۔

تھوڑی سی سوچ رکھنے والا شخص بھی با سانی یہ نتیجہ اخذ کرنے میں دیر نہیں لگائے گا کہ اس ملک میں اسلام کے لئے جو کام مدارس نے سرانجام دیئے وہ کسی اور کے نصیب میں نہ آئے، ورنہ سرکاری مدارس کے لئے بھی کوششیں کی جا چکی ہیں۔ اور اس دور میں جبکہ یونیورسٹی کا پڑھا لکھا نوجوان بھی انگریزی کے لئے اپنی زبان کو بھی نہ سمجھ سکا اور یوں نہ ''اِدھر کا رہا نہ اُدھر کا رہا''۔ اس حقیقت کو بھی اہل ادب وقلم اپنی محفلوں میں تسلیم کر چکے ہیں کہ اردو کی ترویج و اشاعت میں جو کلیدی کردار مدارس نے ادا کیا ہے اس کی مثال کہیں نہیں ملتی۔ اتنی حقیقت کے باوجود آج ہم اہل مدرسہ اور دینی طبقات پروپیگنڈا کی زد میں ہیں۔ مدرسہ میں چوبیس گھنٹوں میں نصف سے زیادہ وقت کتاب کو دینے والا دہشت گرد اور یونیورسٹی میں اسلحہ لہرانے والا ایجوکیٹڈ متعارف کروانے میں ایک اہم کردار بھی اسی دو دھاری تلوار کا ہے، جو اغیار میں ہاتھوں میں چلی گئی۔ اگر یہ علماء کے ہاتھوں میں ہوتی تو اس کے نتائج بہت مختلف ہوتے۔ ایسی اگر مثالیں ڈھونڈھیں تو بلا مبالغہ ایک دن میں سینکڑوں نظر سے گزرتی ہیں۔ یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے مگر شاید ہم نے اس طرف توجہ دینا اور اس محاذ پر جانے کو کوئی حیثیت ہی نہیں دی۔ جس کی وجہ صاف ظاہر ہے کہ ہم اس کو سدھارنے میں اپنا کردار ادا کرنا اپنی توہین سمجھتے رہے، یا اس محاذ پر جانے والے کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتے رہے۔ اب بھی وقت ہے سوچ لیجئے۔ ورنہ ان کے ہاتھوں میں پکڑے آئینوں میں ہر اُلٹی چیز کو سیدھا دکھانا ان کی مجبوری سمجھ کر چپ سادھ لیجئے۔ آپ اندھوں کے شہر میں نہیں، پھر علماء کے سامنے بھی آئینے بکتے رہیں گے اور تلواریں چلتی رہیں گی۔ بیچنے اور چلانے والے ہمارے ہی ملک کے مسلمان ہوں گے۔

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاءاللہ

''قرآن اکیڈمی ڈیفنس کراچی'' میں

31 مئی تا 06 جون 2014ء

(بروز ہفتہ نماز عصر تا جمعۃ المبارک)

مبتدی و ملتزم تربیتی کورس

اور

6 تا 8 جون 2014ء

(بروز جمعۃ المبارک نماز عصر تا بروز اتوار نماز ظہر)

مدرسین ریفریشر کورس

کا انعقاد ہو رہا ہے۔ زیادہ سے زیادہ رفقاء اور مدرسین متعلقہ پروگرام میں شریک ہوں

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

نوٹ مدرسین ریفریشر کورس میں دیگر حلقہ جات کے مدرسین بھی شرکت کر سکتے ہیں

برائے رابطہ: 0334-3242523/021-34306041

تنظیمی اطلاعات

مقامی تنظیم ''شیخوپورہ'' میں قیصر جمال فیاضی کا بطور امیر تقرر

امیر حلقہ لاہور غربی کی جانب سے مقامی تنظیم شیخوپورہ میں تقرر امیر کے لئے موصولہ اُن کی اپنی تجویز اور رفقاء کی آراء کی روشنی میں امیر محترم نے مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ یکم مئی 2014ء میں مشورہ کے بعد قیصر جمال فیاضی کو مقامی تنظیم کا امیر مقرر فرمایا۔

مقامی تنظیم ''دارووڑہ'' میں مولانا شریف باچا کا بطور امیر تقرر

ناظم حلقہ مالاکنڈ کی جانب سے مقامی تنظیم دارووڑہ میں تقرر امیر کے لئے موصولہ اُن کی اپنی تجویز اور رفقاء کی آراء کی روشنی میں امیر محترم نے مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ یکم مئی 2014ء میں مشورہ کے بعد مولانا شریف باچا کو مقامی تنظیم کا امیر مقرر فرمایا۔

مقامی تنظیم ''چشتیاں'' میں محمد امین نوشاہی کا بطور امیر تقرر

امیر حلقہ پنجاب شرقی کی جانب سے مقامی تنظیم چشتیاں میں تقرر امیر کے لئے موصولہ اُن کی اپنی تجویز اور رفقاء کی آراء کی روشنی میں امیر محترم نے مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ یکم مئی 2014ء میں مشورہ کے بعد محمد امین نوشاہی کو مقامی تنظیم کا امیر مقرر فرمایا۔

11 مئی کی احتجاجی تحریک

خلافت فورم میں فکر انگیز مذاکرہ

مہمانانِ گرامی: ایوب بیگ مرزا (ناظم نشر و اشاعت تنظیم اسلامی)
ڈاکٹر فرید احمد پراچہ (ڈپٹی سیکرٹری جنرل جماعت اسلامی)

میزبان: وسیم احمد — مرتب: فرقان دانش

سوال: تحریک انصاف اور جماعت اسلامی نے 11 مئی سے انتخابی دھاندلیوں کے خلاف تحریک چلانے کا اعلان کیا ہے۔ کیا اتنے سخت موسم میں یہ احتجاجی تحریک سیاسی غلطی ثابت نہیں ہوگی؟

فرید احمد پراچہ: دراصل ہم مل کر کوئی تحریک نہیں چلا رہے۔ تحریک انصاف کی طرف سے بعض معاملات میں شاید مستقل تحریک کا معاملہ ہے۔ جماعت اسلامی نے انتخابی دھاندلیوں کے خلاف کراچی میں نہ صرف الیکشن کا بائیکاٹ کیا تھا، بلکہ ہم مسلسل وہاں احتجاج کرتے رہے۔ کئی دنوں تک مسلسل ہمارا دھرنا ہوا۔ پھر ہم نے انتخابی دھاندلیوں کے خلاف ملک بھر میں احتجاج کیا۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ان انتخابات میں بے شمار ایسے پہلو تھے، جن کی جہتیں اور پرت کھل رہے ہیں۔ سامنے یہ آ رہا ہے کہ ایک منظم قسم کی دھاندلی کا پروگرام بنایا گیا تھا، جس کے تحت یہ تبدیلی ہوئی ہے۔ اس حوالے سے جماعت اسلامی نے ایک محتاط رویہ اپنا رکھا ہے۔ یعنی ہم حکومت کے خلاف آواز اُٹھائیں گے، لیکن ہم نہیں چاہتے کہ اس سے کوئی دوسری قوت فائدہ اُٹھالے۔ ہمیں بے شمار شکایتیں ملیں، جو اپنی جگہ درست ہیں کہ موجودہ حکومت کا کوئی کام ٹھیک نہیں ہے۔ لیکن اس کے باوجود ہم یہ چاہتے ہیں کہ یہ حکومت اپنی مدت مکمل کرے۔ اگر اس تحریک کا انجام حکومت کی تبدیلی ہے تو ہم اس کا حصہ نہیں ہیں۔ یہ ہماری پالیسی سٹیٹمنٹ ہے۔

سوال: عمران خان حکومت، عدلیہ اور جنگ گروپ پر سخت تنقید کرتے ہوئے ان تینوں کو انتخابی دھاندلی کا ذمہ دار قرار دے رہے ہیں۔ آپ کے خیال میں ان کے اس دعوے میں کوئی حقیقت بھی ہے؟

ایوب بیگ مرزا: یہ سب باتیں بعض واقعاتی شہادتوں کی بنا پر کہی جا رہی ہیں۔ اگر عمران خان یہ کہہ رہے ہیں تو ان کے پاس کوئی ثبوت ہوگا۔ میں اس حوالے سے حتمی انداز میں بات نہیں کہہ سکتا کہ ایسا ہوا ہے، لیکن بعض باتیں ایسی ہیں جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ الیکشن سے قبل اتحاد ثلاثہ وجود میں آیا تھا۔ جس میں مسلم لیگ (ن)، جنگ گروپ اور سابق چیف جسٹس شامل ہیں۔ ان شواہد سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا اس معاملے میں آپس میں اتفاق تھا کہ اس دفعہ حکومت میں مسلم لیگ (ن) کو لایا جائے۔ چیف جسٹس صاحب کا چھوٹی چھوٹی باتوں پر ازخود نوٹس لیتے تھے۔ لیکن انتخابی دھاندلی پر انہوں نے کوئی نوٹس نہیں لیا۔ بلکہ جب انھیں اس بارے میں کہا بھی گیا تو انہوں نے یہ کہہ کر معاملہ ٹال دیا کہ ہمارے پاس بیس ہزار کیس پڑے ہیں، کس کس کا نوٹس لیں۔ حالانکہ انھوں نے پیپلز پارٹی کا عہد کیسوں پر ازخود نوٹس لیتے ہوئے گزارا ہے۔ ان پر سب سے بڑا اعتراض ہی یہ ہوتا تھا کہ وہ پبلک کے مسائل پر نوٹس نہیں لیتے بلکہ جوڈیشل سپرمیسی قائم کرنا چاہتے تھے۔ اگر انھیں الیکشن کی دھاندلی کے حوالے سے کہا گیا تھا تو انھیں نوٹس لینا چاہیے تھا کیونکہ یہ ایک بہت بڑا حادثہ تھا۔ اگر واقعتاً مینڈیٹ چرایا گیا تھا جیسا کہ عمران خان کے بقول 67 سیٹوں پر دھاندلی ہوئی ہے تو انھیں اس پر نوٹس لینا چاہیے تھا۔ اسی طرح جیو کا جو انداز تھا اُس سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ اُس کی ن لیگ سے کوئی ساز باز ہے۔ انتخابات کے نتائج ابھی ابتدائی سطح پر تھے اور جیو سے یہ اعلان ہو رہا تھا کہ نون لیگ کی حکومت آ گئی ہے۔ یہ انداز بتاتا ہے کہ واقعتاً کوئی بات ہے۔ ایک بات لطیفہ کے طور پر ٹی وی کے ایک مزاحیہ پروگرام میں آئی کہ ہمارے ہاں ووٹنگ ہوتی ہے، نتائج امریکہ سے آتے ہیں۔ الیکشن میں امریکہ کی بہت زیادہ دلچسپی تھی کہ یہاں کون سی حکومت بنے۔ میں سمجھتا ہوں کہ پہلے امریکہ نے پیپلز پارٹی کی پشت پر ہاتھ رکھا تھا۔ امریکا خطے میں مخصوص تبدیلیاں چاہتا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ وہ یہاں اپنی سپرمیسی قائم رکھے، اور چین کا گھیراؤ کرے اور پاکستان کو زرخرید غلام بنا کر رکھے۔ اُسے اب بھی پیپلز پارٹی سے اُمیدیں تھیں، کیونکہ پیپلز پارٹی نے اپنے دورِ حکومت میں اُس کی ہر بات مانی تھی اور وہ اُس کی لائن پر چلی تھی، لیکن وہ لوگ ڈیلیور کرنے کے حوالے سے بڑے نااہل اور نکمے ثابت ہوئے۔ عوام کے سامنے ان کی حالت بہت خراب ہوگئی تھی۔ لہٰذا امریکہ کے پاس دوسرا آپشن (ن) لیگ کا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ یہاں (ن) لیگ کی حکومت آئے۔ اس میں کسے شک ہو سکتا ہے کہ امریکہ پاکستان میں تبدیلی کے حوالے سے رول ادا کرتا ہے۔ لہٰذا اس نے بھی رول ادا کیا اور جہاں تک جنگ یا جیو کا معاملہ ہے، ان کی ڈور بھی وہاں سے ہلائی جاتی ہے۔ ان ساری باتوں کو سامنے رکھتے ہوئے میں سمجھتا ہوں کہ عمران خان کا موقف صدفی صد نہ سہی، لیکن بہت حد تک درست ہے۔

سوال: عمران خان کے ایک ہم خیال کالم نگار نے لکھا ہے کہ عمران خان ٹیپو سلطان کے غداروں سے بھی بڑے غداروں کے گھیرے میں ہیں۔ کیا ایسا ہی ہے؟

فرید احمد پراچہ: پہلے میں مرزا صاحب کی گفتگو کے بارے میں کہوں گا۔ انھوں نے بہت اچھی گفتگو کی ہے۔ پاکستان میں کچھ معاملات بالکل واضح سے ہیں۔ یہاں پر ہمارے سیاستدانوں کو باری کا بخار چڑھتا ہے۔ ایک مرتبہ یہ طے ہوا تھا کہ پنجاب میں مسلم لیگ (ن) کی حکومت ہوگی اور مرکز میں پیپلز پارٹی ہوگی۔ پھر یہ طے ہو گیا کہ مرکز میں مسلم لیگ (ن) ہوگی اور سندھ میں پیپلز پارٹی ہوگی۔ یہ آپس کی تقسیم ہے۔ آگے پھر تقسیم ہے کہ شہروں کے اندر ایم کیو ایم اور اندرون سندھ پیپلز پارٹی فاتح ہوگی۔ نتائج اسی انداز کے آئے ہیں۔ اب ان ساری چیزوں کے لیے جو ذرائع استعمال ہوئے، اس میں ایک پری پول دھاندلی ہے۔ دوسرا کچھ سروے کروا کر ایک تاثر بٹھا دیا گیا کہ مسلم لیگ (ن) وننگ پوزیشن میں ہے۔ پھر اربوں روپے کے اشتہارات دیے گئے۔ دیانتداری سے کام کرنے والی پارٹیاں جن کے پاس فنڈ نہیں ہوتے، اس لیے پیچھے رہ گئیں کہ ان کے مقابلے پر ہر پندرہ سیکنڈ کے بعد ٹی وی پر اشتہار دینے والی قوتیں موجود تھیں۔ پھر یہ کہ مار دھاڑ کرنے والوں نے اپنے لوگوں سے 10، 10 لاکھ روپیہ صرف درخواستوں کا ناقابل واپسی لیا۔ اسی طرح عدلیہ کا کردار

رہا ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا ان حالات میں شفاف الیکشن ہوسکتے ہیں؟ انتخابات کے بعد چیف جسٹس صاحب نے جواز خود نوٹس لیا، وہ براہ راست نہیں لیا بلکہ انھوں نے الیکشن کمیشن کو بلایا اور کہا کہ ان ساری چیزوں میں عدلیہ غیر جانبدار اور الگ تھلگ نہیں رہ سکتی۔ فری اینڈ فیئر الیکشن کے لیے اس کی کمانڈ اینڈ کنٹرول عدلیہ کے پاس ہو گی۔ گویا اس معاملے میں تمام اختیارات کا منبع اور سرچشمہ الیکشن کمیشن نہیں ہوگا۔ لہٰذا ان عوامل کی بنا پر سائنٹفک قسم کی دھاندلی ہوئی۔ لوگوں کو نظر آتا تھا کہ الیکشن ہو رہا ہے، لیکن نتائج نکلے تو پتا چلا کہ جو فارمولا طے ہوا تھا، اُسی کے مطابق سب کچھ ہوا ہے۔ ہمارے ہاں سیاسی پارٹیاں ایک مخصوص پراسس کے ساتھ وجود میں آتی ہیں۔ اور اُن میں ہر طرح کے آدمی کے لیے راستے کھلے ہیں۔ میں جماعت اسلامی کی بات کروں گا۔ یہاں ایک آدمی کارکن سے چلتا ہے، اور وہ امیر جماعت بن جاتا ہے۔ لیکن دیگر جماعتوں کے اندر خاص طور پر تحریک انصاف کے ہاں یہ نہیں تھا۔ وہ ایک نئی پارٹی تھی اور پھر اُس نے عوام میں اپنی سیاسی قوت کا مظاہرہ کرنا تھا، لہٰذا اُس نے تمام جماعتوں کے کرپٹ افراد کے لیے راستے کھول دیے۔ اب اس کے بعد ہر چیز ممکن ہے۔ پھر یہ ہے کہ پیٹھ میں چھرا گھونپنے والے آپ کے اندر ہی ہوں گے۔ آپ کو غلط مشورے دینے والے آپ کے اردگرد ہوں گے۔ وہ بھی ہوں گے جو ایجنسیوں کے ساتھ وابستہ ہیں۔ عمران خان کے ہاں اپنے مشن کے لحاظ سے بہت گہرائی نہیں ہے، جس کے ساتھ وہ کسی چیز کا فیصلہ کریں۔ ان کے ہاں مشورے کا کوئی فورم نہیں ہے۔ اگر فکری اعتبار سے کچھ پختہ لوگ ہیں بھی تو ان کو سائیڈ پر رکھا گیا ہے۔ یہ کہنا کہ ان کے پاس غدار ہیں یہ کسی حد relevant ہے۔

سوال: ایک طرف حکومت اور طالبان کے مابین مذاکرات میں ڈیڈ لاک آ گیا ہے۔ دوسری طرف 11 مئی کی احتجاجی تحریک کا معاملہ ہے۔ کیا اس صورتحال میں دہشت گردی میں تیزی نہیں آ جائے گی اور حکومت کے لیے اس سے نمٹنا مشکل تر نہیں ہو جائے گا؟

ایوب بیگ مرزا: جہاں تک دہشت گردی کے حوالے سے پالیسی کا تعلق ہے، میں سمجھتا ہوں کہ اس کا صرف اور صرف ایک حل ہے کہ جو لوگ ہماری زیادتیوں اور ظلم وستم کے سبب ہم سے ناراض ہیں، اُن سے مذاکرات کیے جائیں۔ مذاکرات کے سوا ہمارے پاس کوئی آپشن نہیں ہے۔ بلکہ ہم تو حکومت کی اس بات کی بھی مخالفت کرتے ہیں کہ پہلے مذاکرات کیے جائیں اور اگر مذاکرات کامیاب نہ ہوں تو آپریشن کا آپشن اختیار کیا جائے۔ اس آپشن کا ذکر ہرگز نہیں کرنا چاہیے۔ اس کا ذکر کرنے سے معاملات بگڑتے ہیں۔ اس حوالے سے عمران خان بھی چاہتے ہیں کہ دہشت گردی کا معاملہ مذاکرات کے ذریعے حل کیا جائے، قوت سے حل نہ کیا جائے۔ جہاں تک دھاندلی کے خلاف مظاہرہ کی بات ہے تو یہ مظاہرہ چاہے اسلام آباد میں پارلیمنٹ ہاؤس کے سامنے ہو، یا کسی اور جگہ اس میں کوئی حرج نہیں۔ یہ ایک جمہوری حق بھی ہے۔ اگر کوئی اپنی ناراضی کا اظہار کرنا چاہتا ہے تو اُس کو پورا حق ہے کہ وہ مظاہرہ کرے۔ لیکن اس وقت خطے کے جو حالات ہیں اُن میں تحریک چلانا مناسب نہیں ہے۔ ہماری حالت یہ ہے کہ ہم افغانستان میں پہلے عبداللہ عبداللہ کی بڑی مخالفت کرتے تھے اور آج ہمیں دوسرے کی نسبت وہ غنیمت محسوس ہو رہا ہے۔ انڈیا تو بہرحال ہمارا روزِ اول سے دشمن ہے۔ وہ تو ہر وقت موقع کی تلاش میں رہتا ہے۔ افغانستان میں اس وقت امریکہ بیٹھا ہوا ہے اور ایران کے ساتھ بھی ہمارے تعلقات آئیڈیل نہیں ہیں۔ جو دوستی پہلے ہوتی تھی، وہ اب صرف نوکِ زبان کی حد تک رہ گئی ہے۔ ان حالات میں اگر کوئی باقاعدہ تحریک چلتی ہے جس سے حکومت غیر مستحکم ہوتی ہے اور ملک میں حالات خراب ہوتے ہیں تو میں اس کی قطعی طور پر حمایت نہیں کروں گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ عمران خان یا تحریک انصاف کو اپنا احتجاج ریکارڈ کرانا چاہیے مگر باقاعدہ کوئی تحریک نہیں چلانی چاہیے۔ حکومت کمیشن کے حوالے سے عمران خان کے مطالبات تسلیم کرے۔ اس نے الیکشن ٹریبونل کو کیوں مفلوج کیا ہوا ہے۔ جو چار حلقے عمران خان نے دیے ہیں، حکومت ان کی چیکنگ کرائے۔ اس چیکنگ میں بہت کچھ پتا چلے گا۔ اگر ان چار حلقوں کی چیکنگ کے بعد یہ بات سامنے آئے کہ واقعتاً دھاندلی ہوئی ہے، تو یہ اس بات کی علامت ہوگی کہ واقعتاً مینڈیٹ چرایا گیا ہے۔ ایسی صورت میں عمران خان کا یہ مطالبہ بھی جائز ہوگا کہ حکومت مڈٹرم الیکشن کرائے۔ اگر حکومت ان چار حلقوں میں چیکنگ نہیں کروا رہی تو اس کا مطلب یہ ہے کہ دال میں کچھ کالا ہے۔ لہٰذا حکومت کو چاہیے کہ وہ اس مطالبے کو تسلیم کرے۔ لیکن اس کے باوجود عمران خان کو ملکی مفاد کے لیے احتجاجی تحریک، توڑ پھوڑ کی سیاست اور حکومت کو زبردستی گرانے کے لیے ان قوتوں کی حمایت حاصل کرنے سے گریز کرنا چاہیے جو راتوں رات حکومتوں کو گھر بھیج دیتی ہیں۔ ہاں اگر اُن کے احتجاجی مظاہرے کے نتیجے میں الیکشن ٹریبونل واقعتاً متحرک ہو جاتا ہے تو یہ ایک اچھی بات ہوگی۔

سوال: مقتدر حلقے جنگ اور جیو سے ناراض ہیں اور اُس کے خلاف کارروائی چاہتے ہیں۔ اسی دوران میں عمران خان نے جنگ اور جیو کے بائیکاٹ اور حکومت کے خلاف احتجاجی تحریک کا اعلان کر دیا ہے۔ کیا عمران کسی کے اشارے پر یہ سب کچھ کر رہے ہیں؟

فرید احمد پراچہ: جہاں تک احتجاج کا تعلق ہے تو جنگ اور جیو نے مختلف اوقات میں جو مختلف چیزیں نشر کی ہیں، ان پر ہم نے اس وقت بھی اعتراض کیا تھا اور آج بھی کر رہے ہیں اور کرتے رہیں گے۔ اس لیے کہ کسی گروپ کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ ملک کی نظریاتی اساس کے منافی پروگرام نشر کرے۔ دو تین واقعات اس حوالے سے سب کے سامنے ہیں۔ مثلاً حدود آرڈیننس کے خلاف انھوں نے بھرپور تحریک چلائی اس کے لئے جنگ کے دو دو تین تین صفحے مختص کیے گئے۔ اسی طرح انھوں نے جیو پر اس موضوع پر کئی کئی گھنٹوں کے لائیو پروگرام کیے۔ پھر اسی طرح کا معاملہ امن کی آشا کا ہے۔ پاکستان اور بھارت کے درمیان بنیادی نوعیت کے اختلافات اور مسائل ہیں۔ بھارت نے پاکستان کو آج تک تسلیم نہیں کیا۔ کشمیر پر اس کا غاصبانہ قبضہ ہے۔ ہمارے دریاؤں پر اس نے 65 ڈیم بنا دیئے ہیں۔ ہمارے ملک میں وہ تخریب کاری کر رہا ہے۔ بلوچستان میں اس کی واضح مداخلت موجود ہے۔ ان سارے ایشوز کو نظر انداز کر کے ''امن کی آشا'' کے ذریعے ایک ایسی فضا پیدا کر دینا گویا پاکستان اور بھارت ایک ہی ہیں اور ان کے درمیان سرحدی لکیر غلط طور پر بن گئی تھی، اس کو ختم ہونا چاہیے۔ یہ طرزِ عمل کہاں کی دانشمندی ہے۔ اسی طرح کے کچھ اور واقعات بھی ہوئے مثلاً ممبئی کا واقعہ ہوا۔ اجمل قصاب کے بارے میں بالکل واضح شواہد موجود تھے کہ اس کا بھارت سے تعلق ہے، لیکن اس کو یہاں کا باشندہ ثابت کرنے کے لیے جیو نے حد درجہ منفی کردار ادا کیا۔ ان سب چیزوں کے باوجود ہم یہ سمجھتے ہیں کہ کسی بھی میڈیا گروپ پر پابندی لگانا مسئلہ کا حل نہیں ہے۔ اس کی بجائے نظریاتی قوتوں کو اکٹھا ہونا چاہیے۔ اس وقت تو ایجنسیوں یا فوج نے جیو کے خلاف مہم چلائی، مگر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا پیمرا کے قوانین پہلے موجود نہیں، جب ہم احتجاج کر رہے تھے اس وقت تو چینلوں کو ملک کی

معاشرت کو تباہ و برباد کرنے کی کھلی چھٹی دے دی گئی تھی۔
کیا اس وقت پیمرا کے قوانین موجود نہیں تھے؟ آئین پاکستان کے آرٹیکل 31 میں یہ چیزیں واضح ہیں۔ اس کے باوجود حکومتوں نے اور حکومت میں جو بھی شامل ہیں، انھوں نے چینلز کو کھلی چھوٹ دیئے رکھی۔ یہ صرف جیو اور جنگ کا معاملہ نہیں ہے، یہ دیگر چینلز کا معاملہ بھی ہے۔ کوئی بھی اسلامی اقدار کی پاسداری نہیں کر رہا ہے۔ اس معاملے میں عمران خان صاحب نے سخت سٹینڈ لیا ہے۔ انھیں اس کی بجائے ایک درمیانی راہ اپنانا چاہیے، جو جماعت اسلامی نے اپنایا ہے۔ ہم حامد میر پر حملے کی بھی مذمت کرتے ہیں اور یہ بھی کہتے ہیں کہ کسی کو غدار یا بھارتی ایجنٹ کہنے سے پہلے اس کے ثبوت ہونے چاہئیں۔ اسی طرح فوج یا آئی ایس آئی کے خلاف جو ایک پوری مہم چلائی گئی ہم اس کی بھی ہم مذمت کرتے ہیں، کہ یہ چیزیں ٹھیک نہیں ہیں۔ ملک کے اداروں کے بارے میں اگر آپ کے پاس ثبوت وشواہد ہیں تو اس کا طریقہ یہ نہیں ہے کہ آپ میڈیا پر ایک مہم شروع کر دیں۔ اس کے لئے آپ وزیر اعظم سے ملیں، عدالتوں میں جائیں۔ اس کے لئے کئی اور فورم ہیں۔ جس طرح جنگ اور جیو کو درمیانی راستہ اختیار کرنا چاہیے تھا، اسی طرح عمران خان کو بھی درمیانی راستہ اپنانا چاہیے۔

سوال: کیا وجہ ہے پاکستان میں وقفہ وقفہ سے تحریکیں چلتی ہیں اور حکومتوں کو گرا دیا جاتا ہے۔ یہ سلسلہ کب تک چلے گا اور کیا پاکستان سیاسی لحاظ سے ہمیشہ عدم استحکام کا شکار رہے گا؟

ایوب بیگ مرزا: ڈاکٹر فرید احمد پراچہ صاحب نے کہا ہے کہ جیو یا جنگ کو بند نہیں کرنا چاہیے۔ یعنی بندش مسئلہ کا حل نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں یہ نہیں دیکھنا چاہیے کہ جیو کتنا بڑا میڈیا گروپ ہے۔ صاف کہنا چاہیے کہ بڑے سے بڑے شخص اور گروپ کے معاملے پر بھی قانون پر عمل درآمد ہو۔ اگر قانون کہتا ہے کہ جیو کو ہمیشہ کے لیے بند کر دیا جائے تو پھر ہر حال میں قانون کی بالادستی ہونی چاہیے، چاہے اس کے نتائج ظاہری طور پر خطرناک ہی کیوں نہ ہوں۔ ہمارے ہاں المیہ یہ ہے کہ قانون پر عملدرآمد نہیں ہوتا۔ جب کوئی بڑا جرم کرتا ہے تو اُس کی حمایت کے راستے نکال لیے جاتے ہیں۔ آپ نے جو سوال پوچھا ہے کہ کیا پاکستان کے حالات سدھر جائیں گے؟ بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی قوم کے حالات اس وقت تک نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنے حالات بدلنے کی طرف مائل نہ ہو۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم خود اپنے حالات بدلنے کی طرف مائل ہوں۔ اگر ہمارے اندر آمادگی ہے، تو ان شاء اللہ حالت ضرور بدلیں گے۔ لیکن ہمارا طرزِ عمل یہ بتاتا ہے کہ ہم خود کو بدلنے پر آمادہ نہیں ہیں۔ وہ مملکت جسے مملکت خداداد کہا جاتا ہے، جس کی پارلیمنٹ کے ماتھے پر لکھا ہے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ، وہاں کھلے عام اسلام کے خلاف باتیں ہو رہی ہیں۔ ابھی پراچہ صاحب بتا رہے تھے کہ جیو نے حدود آرڈیننس کے خلاف باقاعدہ حقوق نسواں بل کے حق میں مہم چلائی، اور ہماری پارلیمنٹ نے وہ غیر اسلامی حقوق نسواں بل پاس کیا، جس کی پاکستان کے کسی ایک مسلک نے بھی حمایت نہیں کی۔ جب ہمارے کرتوت ایسے رہیں گے تو ہم کسی اچھائی کی کیسے توقع کر سکتے ہیں؟ ہم نے یہ ملک اسلام کے نام پر بنایا ہے، لیکن ہم اس میں ہر وہ کام کرتے رہے جو خلاف اسلام ہے۔ ہمارے ملک میں جتنے بھی چینلز ہیں وہ اسلامی اقدار کو پامال اور فحاشی و عریانی کو عام کر رہے ہیں۔ آئین کی دفعہ 31 کا تقاضا ہے کہ حکومت شہری کو اچھا مسلمان بنانے میں تعاون کرے، لیکن ہمارے چینل بھارت اور یورپ کا سارا گند ہمیں دکھا رہے ہیں۔ یہ پیمرا کے قانون کے خلاف ہے۔ مگر حکومت پر اس کا کوئی اثر ہی نہیں ہو رہا۔ پیمرا ابھی خاموش ہے۔ جس نظریہ کی بنیاد پر ہم نے یہ ملک حاصل کیا ہے، جب تک اس کی عملی تعبیر سامنے نہیں آئے گی۔ ہر نئے واقعہ سے نیا مسئلہ پیدا ہوگا۔ کبھی ہم تحفظ نبوت و رسالت کے لیے نکلیں گے، کبھی تعلیم کے حوالے سے ہم مضطرب ہوں گے کہ باہر کی سیکولر تعلیم یہاں پر نافذ ہو رہی ہے۔ کامران مائیکل صاحب جو پنجاب کے تعلیمی مشیر ہیں، صاف صاف کہتے ہیں کہ جب تک ہم وہ تعلیمی نصاب نہیں لائیں گے جو یورپ اور امریکہ میں ہے، اس وقت تک ملک ترقی نہیں کر سکے گا۔ جب ہم اپنی بنیادیں خود ہی کھود رہے ہوں تو کون ہماری مدد کرے گا۔ اللہ ہماری کیوں مدد کرے گا، جبکہ ہم سودی معیشت کی صورت میں اللہ اور رسول ﷺ کے خلاف جنگ جاری رکھے ہوئے ہوں۔ یہاں پر کھلم کھلا سودی معیشت ہے۔ فرد ہو یا قوم آرزوئیں پالنے سے کچھ نہیں ہوگا۔ جب تک ہم پاکستان کو واقعتاً اس نظریے کی عملی تعبیر نہیں بناتے جو اس کی بنیاد تھا اسے واقعتاً اسلامی فلاحی ریاست نہیں بناتے اور یہ ثابت نہیں کرتے کہ یہ مملکت خداداد ہے، اس وقت تک یہی کچھ ہوتا رہے گا۔ ہر روز ہمارے لیے ایک نیا مسئلہ کھڑا ہو گا۔ اور ہم کبھی بیرونی طاقتوں کو اور کبھی آپس میں ایک دوسرے کو الزام دیتے رہیں گے۔ ایسی صورت میں یہاں نہ معاشی استحکام آ سکتا ہے اور نہ معاشرتی استحکام آ سکتا ہے۔ اس لیے کہ ہم ریاست کی تعمیر غلط بنیادوں پر کر رہے ہیں۔ اگر ہم بنیاد صحیح کر لیں تو ملک میں استحکام ضرور آئے گا۔ ان شاء اللہ۔

☆☆☆☆

ضرورت رشتہ

☆ کراچی میں رہائش پذیر شخص، عمر 37 سال، (پہلی بیوی فوت ہوگئی ہے، 5 سال اور 3 سال کے دو بیٹے ہیں) ذاتی کاروبار کے لئے صوم وصلوٰۃ کی پابند لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ: 0300-2113342

☆ رفیقہ تنظیم، عمر 27 سال، تعلیم ایم اے، ترجمہ وتفسیر قرآن کورس کر رکھا ہے، کے لئے دینی مزاج کے حامل برسرروزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ رفیق تنظیم کو ترجیح دی جائے گی۔ برائے رابطہ: 0301-6612233

دعائے مغفرت کی اپیل

☆ حلقہ جنوبی پنجاب کی تنظیم ممتاز آباد (ملتان) کے رفیق حافظ حمید کے بھائی بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔

☆ حلقہ کراچی جنوبی کے منفرد رفیق تنظیم رفیق الدین انتقال کر گئے۔

☆ حلقہ جنوبی پنجاب کی تنظیم ممتاز آباد ملتان کے رفیق شوکت حسین انصاری کے چچازاد بھائی بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔

☆ تنظیم اسلامی سرگودھا کے ملتزم رفیق عبدالسمیع کے والد بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔

☆ تنظیم اسلامی سرگودھا کے ملتزم رفیق محمود عالم کی زوجہ محترمہ بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔

اللہ تعالیٰ مرحومین ومرحومات کی مغفرت فرمائے۔ (آمین) قارئین اور رفقاء واحباب سے بھی ان کے لئے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِکَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

تنظیم اسلامی کے زیر اہتمام انسدادِ فحاشی دستخطی مہم

ایک اجمالی جائزہ

تنظیمی اسلامی کے زیر اہتمام انسداد فحاشی دستخطی مہم کا آغاز 3/نومبر 2013ء کو کیا گیا، جو 5/فروری 2014ء تک جاری رہی۔ اِس دوران اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے خصوصی فضل وکرم سے ہمیں 8,39,995 دستخط موصول ہوئے۔ تنظیم کے حلقہ جات نے اپنے حلقہ احباب واہل علاقہ سے دستخط مع شناختی کارڈ نمبر/موبائل نمبر وصول کر کے دستخطوں پر مبنی شیٹس مرکز تنظیم اسلامی گڑھی شاہو پہنچائیں، جو کہ مجموعی طور پر حلقہ جات کی جانب سے ازخود لیے گئے ہدف کے مطابق البتہ مرکز کی جانب سے طے کردہ حتمی ہدف سے کسی درجہ کم رہی ہیں۔ اس مہم کو کامیاب بنانے اور لوگوں سے فحاشی وعریانی کے خلاف دستخط وصول کرنے کے لیے مرکز نے درج ذیل مواد چھاپنے کا اہتمام کیا تھا۔

دستخط شیٹیں 87,000

ہینڈ بل کی چھپوائی 742,000

علماء کرام اور معاشرے کی با اثر شخصیات کے لیے
امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید کا خصوصی خط 11,000

یہ مواد تنظیم اسلامی کے 18 حلقہ جات کو ارسال کیا گیا۔ اس حوالے سے حلقوں کی سطح پر کارکردگی کا چارٹ درج ذیل ہے:۔

1-مالاکنڈ:

تنظیم اسلامی کا یہ حلقہ مالاکنڈ ڈویژن اور باجوڑ کے علاقوں پر مشتمل ہے۔ حلقہ کے تمام رفقاء نے مہم میں بھرپور حصہ لے کر اس کام کو مکمل کیا۔ پورے حلقہ سے 30,576 دستخط وصول ہوئے۔ حلقے میں موجود رفقاء نے عوام الناس میں فحاشی کے خلاف شعور بیدار کرنے کے لئے تقریباً 12000 ہینڈ بل تقسیم کیے۔ اِسی طرح حلقہ کے رفقاء نے خصوصی طور پر اہل علاقہ کی 200 با اثر شخصیات تک جن میں علماء بھی شامل ہیں، امیر محترم کا خط پہنچایا اور ان سے درخواست کی کہ وہ بھی اس مہم میں بھرپور حصہ ڈالیں۔ اس کے علاوہ سکولوں، کالجز، دفاتر میں بھی رابطہ کر کے لوگوں سے دستخط وصول کیے گئے۔

2-خیبر پختونخوا جنوبی:

تنظیم اسلامی کا یہ حلقہ پشاور شہر کے علاوہ خیبر پختونخوا کے وسطی اور جنوبی اضلاع پر مشتمل ہے۔ اس میں تمام رفقاء نے 19,096 دستخط وصول کیے اور 25,000 ہیڈ بل تقسیم کیے اور 150 با اثر شخصیات/علماء کرام سے ملاقات کر کے اُن تک امیر محترم کا خط پہنچایا۔ اس کے علاوہ اس حلقے میں پوری مہم کے دوران 20 مقامات پر کیمپ لگائے۔ علاوہ ازیں سکولوں اور کالجوں میں جا کر دستخط وصول کیے گئے۔

3-پنجاب شمالی:

حلقہ پنجاب شمالی راولپنڈی ڈویژن (ماسوائے گوجر خان وچکوال) پر مشتمل ہے۔ اس میں بھی رفقاء نے بھرپور طریقے سے کام کیا اور 82,607 دستخط حاصل کیے۔ اِس دوران 6,000 ہینڈ بل تقسیم کیے گئے اور تقریباً 150 با اثر شخصیات/علماء سے ملاقات کا اہتمام کیا گیا۔ حلقہ کی سطح پر مختلف جگہوں پر کیمپ بھی لگائے گئے، اور خصوصاً اجتماع جمعہ کے بعد مساجد کے باہر لوگوں سے دستخط وصول کیے گئے۔

4-اسلام آباد:

یہ حلقہ اسلام آباد اور اردگرد کے علاقوں پر مشتمل ہے۔ اس حلقہ کے رفقاء نے اسلام آباد کے خصوصی حالات کے باوجود بہت محنت کی اور 38,490 دستخط وصول کیے اور تقریباً 3,000 ہینڈ بل تقسیم کیے۔ 300 با اثر شخصیات/علماء تک فحاشی کے خلاف آگاہی کا پیغام پہنچایا گیا۔

5-پنجاب پوٹھوہار:

تنظیم اسلامی کا یہ حلقہ گوجر خان، جہلم، چکوال اور میر پور کے کچھ علاقوں پر مشتمل ہے۔ اس حلقہ میں رفقاء نے 12,096 دستخط وصول کیے اور تقریباً 2,000 ہینڈ بل تقسیم کیے اور 300 با اثر شخصیات/علماء تک امیر محترم کا پیغام پہنچایا گیا۔ مختلف مساجد میں خطبہ جمعہ میں بھی انسداد فحاشی کو موضوع گفتگو بنایا گیا۔

6-آزاد کشمیر:

تنظیم اسلامی کا یہ حلقہ آزاد کشمیر کے دور دراز علاقوں پر مشتمل ہے۔ دشوار گزار راستوں کے باوجود رفقاء تنظیم نے پورے علاقہ سے 9,939 دستخط وصول کیے اور تقریباً 1,250 ہینڈ بل تقسیم کیے۔ 137 با اثر شخصیات تک امیر محترم کا پیغام پہنچایا گیا اور مختلف سکولوں اور کالجز ودفاتر میں رابطہ کر کے اس مہم میں حصہ ڈالنے کی درخواست کی۔ اس کے علاوہ آزاد کشمیر کے مختلف شہروں میں 3 عدد کیمپ لگائے گئے۔

7- گوجرانوالہ:

تنظیم اسلامی کا یہ حلقہ گوجرانوالہ ڈویژن پر مشتمل ہے۔ اس حلقے کے رفقاء نے اس مہم کے دوران بڑے شہروں اور قصبات سے 38 علماء کرام سے ملاقاتیں کیں اور 5 خصوصی پروگرام منعقد کیے گئے۔ 7 مقامات پر بک سٹال کے ساتھ ساتھ ہینڈ بل تقسیم کیے گئے۔ خواتین کے 4 مدارس میں خواتین کے ذریعہ پیغام پہنچایا گیا۔ اس کے علاوہ 20 جگہوں پر کیمپس لگا کر عوام الناس میں اس حوالہ سے شعور بیدار کرنے کی سعی کی گئی۔ حلقہ سے 27,560 دستخط موصول ہوئے۔ رفقائے حلقہ نے 7,500 ہینڈ بل تقسیم کیے۔ 88 با اثر شخصیات تک امیر محترم کا پیغام پہنچایا گیا۔

8-لاہور شرقی:

تنظیم اسلامی کا یہ حلقہ لاہور کے شرقی وشمالی علاقوں پر مشتمل ہے۔ اس حلقہ نے اپنے رفقاء

کے ذریعے تقریباً 39,000 دستخط وصول کیے اور 39,400 ہینڈ بل تقسیم کیے۔ حلقہ کی سطح پر مختلف مکاتب فکر کے علماء سے بھی ملاقاتیں کی گئیں۔ مختلف تناظیم نے مختلف جگہوں پر کیمپ لگا کر دستخط وصول کیے۔ مہم کے دوران موبائل وین کے ذریعے فحاشی وعریانی کی شناعت کے موضوع پر مختلف مقررین کی تقریروں کے کلپس چلائے جاتے رہے۔ مساجد میں خاص طور پر خطبۂ جمعہ میں اس موضوع پر گفتگو ہوتی رہی اور بڑے پیمانے پر اہل لاہور تک فحاشی کے خلاف پیغام کو پہنچایا گیا۔

9-لاہور غربی:

تنظیم اسلامی کا یہ حلقہ لاہور کے غربی وجنوبی علاقوں پر مشتمل ہے۔ حلقہ کے تحت رفقاء نے مہم کے دوران 72,432 دستخط وصول کیے اور تقریباً 11,000 ہینڈ بل تقسیم کیے۔ 700 باا ثر شخصیات تک امیر محترم کا پیغام پہنچایا۔ مہم کے دوران حلقہ نے اپنی موبائل وین کا بھرپور استعمال کیا۔ مہم کے دوران عصر تا مغرب موبائل وین پر خصوصی کلپس چلائے جاتے رہے۔ بروز جمعۃ المبارک آئمہ مساجد سے ملاقاتیں کر کے ان سے خطاب جمعہ میں فحاشی کے خلاف آواز اٹھانے کے لیے امیر محترم کا خط پہنچایا گیا۔ جامعہ اشرفیہ لاہور اور جماعت اسلامی کے مرکز منصورہ میں انتظامیہ کی اجازت ومعاونت سے خصوصی کیمپ لگائے گئے۔ سکولوں اور کالجوں کے علاوہ میٹرو بس اسٹیشن پر بھی کام کیا گیا۔

10-پنجاب شرقی:

تنظیم اسلامی حلقہ پنجاب شرقی کا مرکز عارف والا میں واقع ہے اور یہ ساہیوال ڈویژن کے علاوہ ضلع بہاولنگر پر مشتمل ہے۔ حلقہ کے رفقاء نے مختلف علاقوں سے تقریباً 20,720 دستخط وصول کیے۔ حلقہ کی سطح پر باا ثر شخصیات اور علماء کرام سے بھی خصوصی ملاقاتوں کا اہتمام کیا گیا۔ خطبات جمعہ میں بھی اس جانب عوام الناس کی توجہ دلائی گئی۔

11-فیصل آباد:

تنظیم اسلامی کا یہ حلقہ فیصل آباد ڈویژن پر مشتمل ہے۔ رفقائے تنظیم نے مختلف علاقوں سے تقریباً 69,107 دستخط وصول کیے جبکہ حلقہ کی سطح پر 20,000 ہینڈ بل تقسیم کیے گئے اور 200 باا ثر افراد اور علماء کرام سے ملاقاتوں کا اہتمام بھی کیا گیا۔

12-سرگودھا:

تنظیم اسلامی کا یہ حلقہ سرگودھا ڈویژن پر مشتمل ہے۔ حلقہ میں رفقاء نے 22,249 دستخط وصول کیے اور تقریباً 17,000 ہینڈ بل تقسیم کیے گئے اور 60 باا ثر شخصیات اور علماء کرام سے ملاقات کا اہتمام کیا گیا۔ مختلف مساجد میں خطبۂ جمعہ میں بھی اس موضوع پر گفتگو ہوئی۔

13-پنجاب جنوبی:

تنظیم اسلامی کا یہ حلقہ ملتان وڈیرہ غازی خان ڈویژن اور بہاولپور ضلع پر مشتمل ہے۔ حلقہ کی سطح پر رفقاء نے 84,696 دستخط وصول کیے اور تقریباً 6,000 ہینڈ بل تقسیم کیے۔ حلقہ کے اندر مختلف مساجد میں خطبہ جمعہ پر بھی اس موضوع پر گفتگو کی گئی۔

14-سکھر:

تنظیم اسلامی کا یہ حلقہ سکھر اور اردگرد کے علاقوں پر مشتمل ہے۔ حلقہ میں موجود رفقاء نے 8,942 دستخط حاصل کیے اور تقریباً 32,000 ہینڈ بل تقسیم کیے۔ 150 کے قریب باا ثر شخصیات/علماء سے ملاقات کر کے ان تک امیر محترم کا خط پہنچایا گیا۔ مختلف مساجد میں خطبۂ جمعہ میں بھی اس موضوع پر گفتگو کی گئی۔

15-حیدرآباد:

تنظیم اسلامی کا یہ حلقہ حیدرآباد اور اردگرد کے علاقوں پر مشتمل ہے۔ حلقہ کی سطح پر رفقاء نے مختلف شہروں سے 37,427 دستخط وصول کیے اور 23,000 ہینڈ بل تقسیم کیے گئے اور 145 باا ثر شخصیات/علماء سے ملاقات کی گئی۔ مختلف مساجد میں خطبہ جمعہ کے دوران بھی اس موضوع پر گفتگو کی گئی جس سے بہت سے افراد تک یہ پیغام پہنچا۔

16- کراچی شمالی:

تنظیم اسلامی کا یہ حلقہ کراچی کے شمالی علاقوں پر مشتمل ہے۔ اس حلقے کے رفقاء نے مختلف جگہوں پر 61 کارنر میٹنگز کا انعقاد کیا اور تقریباً 95 جگہوں پر کیمپ لگائے۔ مہم کے دوران 157 جگہوں پر خطابات جمعہ میں فحاشی کے موضوع پر گفتگو کی گئی۔ حلقہ کی سطح پر رفقاء نے 139,856 دستخط حاصل کیے اور تقریباً 125,345 ہینڈ بل تقسیم کیے گئے۔ 424 باا ثر شخصیات اور علماء سے ملاقاتیں بھی کی گئیں۔

17- کراچی جنوبی:

تنظیم اسلامی کا یہ حلقہ کراچی کے جنوبی علاقوں پر مشتمل ہے۔ حلقہ میں رفقاء نے بھرپور محنت کے بعد 93,635 دستخط وصول کیے اور 101,450 ہینڈ بل تقسیم کیے گئے۔ 173 باا ثر شخصیات/علماء سے ملاقاتیں کی گئیں۔ اس کے علاوہ مختلف مساجد میں خطبہ جمعہ کے دوران اسی موضوع پر گفتگو کی۔ مختلف مارکیٹوں میں کیمپ بھی لگائے گئے۔

18-بلوچستان:

یہ حلقہ صوبہ بلوچستان پر مشتمل ہے۔ اس حلقہ سے جس کا زیادہ تر کام کوئٹہ شہر ہی میں ہے، کل 18,092 دستخط وصول کیے گئے۔ یہاں 1,500 ہینڈ بل تقسیم کیے گئے۔ 80 باا ثر افراد سے ملاقاتوں کا اہتمام بھی کیا گیا۔

مرکزی اُسرہ:

اس اُسرے میں تنظیم اسلامی کی اعلیٰ قیادت بشمول امیر محترم 10 افراد شامل ہیں، جنہوں نے اپنی گوں ناگوں مصروفیات کے باوجود اس مہم میں بھرپور حصہ لیا اور دستخط حاصل کیے۔ مرکزی اُسرہ، Website، دیگر متفرق ذرائع سے 13,475 دستخط موصول ہوئے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہماری اس اجتماعی کاوش کو قبول فرما کر اصلاح احوال کا ذریعہ بنائے اور تمام رفقاء و احباب کو جنہوں نے اس کار خیر میں حصہ لیا، اجرِ عظیم عطا فرمائے۔ تمام وصول شدہ دستخطی شیٹوں کو مرکز میں جلدوں کی صورت میں مرتب کروا لیا گیا ہے۔ عنقریب وزیراعظم پاکستان سے ملاقات کا امکان ہے، جس میں یہ دستخط شدہ شیٹیں ان کو پیش کی جائیں گی اور اُن سے پُرزور مطالبہ کیا جائے گا کہ وہ پاکستان میں بڑھتی ہوئی فحاشی وعریانی کے خاتمے کے لیے اپنا کردار ادا کریں۔ بعدازاں ان شیٹس کا تجزیہ اور علاقائی اعداد وشمار بھی مرکز میں تیار کر کے ان شاء اللہ وکلاء کے ذریعے سپریم کورٹ میں فحاشی کے خلاف Writ کی ساعت میں بھی ہماری طرف سے پیش کرنے کا ارادہ ہے۔

اس پوری کوشش میں علماء کرام اور دیگر دینی جماعتوں اور حلقوں کے تعاون کا شکریہ ادا کرنا بھی ہم پر واجب ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔ (آمین)

اظہر بختیار خلجی
ناظم اعلیٰ
تنظیم اسلامی

ہر دن...... ماں کا دن!

حافظ محمد زاھد
pmzahids@yahoo.com

کچھ عرصہ قبل ایک غیر ملکی کمپنی نے ایک ’’فرضی نوکری‘‘ کے لیے مختلف لوگوں سے درخواستیں طلب کیں۔اس نوکری کے لیے کئی لوگوں نے آن لائن درخواستیں جمع کرائیں، جن میں مردوں کے ساتھ ساتھ خواتین بھی شامل تھیں۔ پھر ویڈیو کال کے ذریعے اُمیدواران سے انٹرویوز کیے گئے۔اس کے بعد کمپنی نے ان انٹرویوز کو انٹرنیٹ اور فیس بک پر پوری دنیا کے لیے اَپ لوڈ کر دیا، تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ اسے دیکھ سکیں۔اس فرضی نوکری کی شرائط یہ تھیں:

1۔دن میں چوبیس گھنٹے لگاتار کام کرنا ہے۔

2۔اس دوران آرام کرنا تو کجا کھانے پینے کا بھی کوئی وقفہ نہیں ہوگا، کام کے دوران ہی کھانا پینا ہوگا۔

3۔پورے مہینے میں کوئی چھٹی نہیں ہوگی۔یعنی مہینے میں تیس دن مسلسل کام کرنا ہوگا۔

4۔پورے سال میں کسی دن کوئی چھٹی نہیں ہوگی‘ چاہے کتنا ہی خاص دن کیوں نہ ہو۔یعنی سال میں 365 دن مسلسل کام کرنا ہوگا۔

5۔اس نوکری پر کسی قسم کا کوئی مالی معاوضہ بھی نہیں دیا جائے گا۔

درخواست دہندگان یہ شرائط سن کر چونک پڑے۔ان کا کہنا تھا کہ ان شرائط پر تو کوئی بھی شخص کام نہیں کر سکتا۔ایسا کون ہے جو مسلسل چوبیس گھنٹے کام کرے اور سال میں کوئی چھٹی بھی نہ کرے، اور پھر اس پر کوئی معاوضہ بھی نہ لے۔کمپنی کے نمائندہ نے جواب دیا کہ اس وقت کروڑوں کی تعداد میں لوگ یہ نوکری کر رہے ہیں۔درخواست دہندگان نے ایک غیر یقینی سی کیفیت میں پوچھا کہ وہ کون ہیں؟ کمپنی کے نمائندہ نے جواب دیا کہ وہ ’’مائیں‘‘ ہیں، جو اپنے بچوں کے لیے دن رات کام کرتی ہیں۔جو بغیر کسی مالی معاوضے کے دن رات میں مسلسل چوبیس گھنٹے‘ مہینے مسلسل تیس دن اور سال میں مسلسل 365 دن اپنی ممتا کی ذمہ داریاں بطریق احسن نبھا رہی ہیں۔

قارئین! یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ ماں اپنے بچوں کی پرورش‘ دیکھ بھال‘ تعلیم و تربیت اور ان کے اچھے مستقبل کے لیے ہمہ وقت مصروف رہتی ہے۔اپنی بیماری میں بھی اُسے اپنے سے زیادہ اپنے بچوں کی فکر لاحق ہوتی ہے۔ماں کے اپنے بچوں پر اس قدر احسانات ہیں کہ اُن کا بدلہ اُتارنا اولاد کے بس کی بات نہیں۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ بچے اپنی ماں کے احسانات کو یاد رکھتے ہوئے۔ہر دن اپنی ماں کی خدمت میں مصروفِ عمل رہتے، جیسے اسلامی تعلیمات ہمیں سکھاتی ہیں۔بلاشبہ جنت ماں کے قدموں تلے ہے۔یہ ماں کی خدمت کر کے ہی حاصل کی جا سکتی ہے۔مگر مغربی معاشرے نے ماں اور اس کے ساتھ ساتھ باپ جیسے عظیم رشتوں کی قدر نہ کی اور اب وہاں حالات یہ ہیں کہ والدین بوڑھے ہونے تک کام کرتے رہتے ہیں اور ریٹائرمنٹ کے بعد یا تو تنہا کسی گھر میں یا پھر اولڈ ایج ہومز میں اپنی بقیہ زندگی گزار دیتے ہیں۔اس دوران سال ہا سال تک بچے اپنے والدین سے ملنے نہیں آتے اور والدین کی آنکھیں اپنے بچوں کی راہ تکتے تکتے پتھر بن جاتی ہیں۔ اسی سرد مہری اور مقدس رشتوں کی ناقدری کی بنا پر مغربی معاشروں میں علامتی طور پر مدر ڈے اور فادر ڈے نے رواج پکڑا۔اُن معاشروں میں یہ ہوتا ہے کہ سارا سال والدین اکیلے رہتے ہیں اور ایک دن بچے اپنے والدین کے لیے ٹائم نکال کر اُن سے ملنے چلے جاتے ہیں۔

مدر ڈے کے موقع پر امریکہ سمیت پورے یورپ میں یہ رواج ہے کہ اُس دن لوگ اولڈ ہومز میں مقیم اپنی ماؤں سے ملاقات کرتے ہیں اور ان کو مختلف کارڈز اور سرخ پھول پیش کرتے ہیں۔اس سے یہ ہوتا ہے کہ ماں اپنے بچوں کو دیکھ کر خوش ہو جاتی ہے اور بچوں کا ضمیر بھی مطمئن ہو جاتا ہے کہ ہم نے مدر ڈے پر اپنی ماں کو اُس کے پسند کا کارڈ‘ پھول اور کچھ دوسرے تحائف دے کر اور ان کے ساتھ کچھ وقت گزار کر اُس کے حقوق ادا کر دیے۔مغربی معاشروں میں رہنے والے ان عقل کے اندھوں کو کم از کم یہ ضرور سوچنا چاہیے کہ ماں تو دن رات میں چوبیس گھنٹے‘ مہینے میں تیس دن اور سال میں 365 دن اپنی اولاد کی خدمت کرتی ہے، تو کیا اُس کی خدمات کا بدلہ بس ایک دن ملاقات کر کے اور تحفے دے کر چکایا جا سکتا ہے؟

اس حوالے سے نہایت افسوسناک بات یہ ہے کہ مغربی تہذیب کے اثرات بد اب ہماری تہذیبی قدروں کو بھی اپنی لپیٹ میں لے رہے ہیں۔ ہمارے ہاں بھی بہت سے لوگ ’’مدر ڈے‘‘ پر ہی اپنی ماؤں سے ملتے ہیں اور وہ بھی یہی سمجھتے ہیں کہ ایک دن ماں کے ساتھ گزار کر سارا سال ہم ماں کے حقوق سے آزاد ہو گئے۔مغربیت کے زیر اثر اسلام کے نام پر بننے والے اس ملک میں بھی اولڈ ہومز بن رہے ہیں، جن میں اولاد کی محبتوں کے ٹھکرائے ہوئے بوڑھے والدین اپنی زندگی کی گھڑیاں پوری کر رہے ہیں۔اسلامی جمہوریہ پاکستان میں اولڈ ہومز کا بننا یہی تاثر دے رہا ہے کہ اب ہمارے ہاں بھی والدین کے حقوق، دیکھ بھال سے غفلت عام ہو رہی ہے اور والدین کی نافرمانی بڑھ رہی ہے۔ ماں باپ جو ساری زندگی اپنے بچوں کو پالتے ہیں اور اپنی جوانیاں اپنے بچوں کے بہترین مستقبل کے لیے خرچ کرتے ہیں، اُن کے لیے یہ بات کسی قیامت سے کم نہیں ہوتی کہ بڑھاپے میں بچے اُن سے تنگ آ کر انہیں اولڈ ہومز میں بھیج دیں۔

پاکستان میں اولڈ ہومز بنانے والے افراد اس حوالے سے تو قابل تحسین ہیں کہ اُن کا مقصد انسانیت کی خدمت کرنا ہے‘ مگر اس ضمن میں یہ ضرور یاد رکھنا چاہیے کہ ایک اسلامی فلاحی معاشرے میں اپنے والدین کو بڑھاپے کی حالت میں اولڈ ہومز کی راہ دکھانا یقیناً اللہ تعالیٰ کے غضب کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ کا واضح فرمان ہے کہ اُس شخص کی ناک خاک آلود ہو (یعنی وہ نامراد ہو) جو اپنے ماں باپ دونوں یا ان میں سے کسی ایک کو بڑھاپے کی حالت میں پائے اور پھر اُن کی خدمت کر کے جنت میں نہ جا سکے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے والدین کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیشہ ہمیں اُن کا فرماں بردار بنائے۔آمین یا رب العالمین!

☆☆☆

دلیلِ حق کے ساتھ جینے اور دلیلِ حق پر وفات پانے والا شخص

محمد نذیر یٰسین

سورۃ الانفال میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ وَيَحْيٰى مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ ﴾ (آیت:42)

”جسے مرنا ہے، وہ دلیل واضح کے ساتھ مرے اور جسے زندہ رہنا ہے، وہ دلیل واضح کے ساتھ زندہ رہے۔“

درج بالا الفاظ یوم الفرقان یعنی حق و باطل کے عظیم ترین معرکہ غزوۂ بدر کے پس منظر میں نازل ہوئے تھے۔ ان الفاظ کے ذریعے یہ حقیقت واضح کی گئی کہ جو کفار اُس معرکہ میں ہلاک ہوئے اُن کی ذلت آمیز ہلاکت وشکست ہی اُن کے راہ باطل پر ہونے کی کھلی دلیل تھی اور جو صحابہ کرامؓ داد شجاعت دیتے ہوئے، اس عظیم معرکے میں شہید ہوئے، اُن کی مبارک اموات ہی اُن کے راہ حق پر ہونے کی واضح دلیل تھیں۔ اسی طرح اس معرکہ میں شریک ہونے والے تمام صحابہ کرامؓ کی بے عیب، اُجلی اور اخلاق عالیہ سے مزین مبارک زندگیاں ہی اُن کے صراط مستقیم پر ہونے کی کھلی دلیل تھیں۔ جبکہ اُن کے مدمقابل، کفار کا پست و داغدار کردار ہی اُن کے دین باطل پر ہونے کی دلیل فراہم کرنے کے لئے کافی تھا۔

اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ قرآن کے مذکورہ بالا مختصر مگر جامع الفاظ میں کھرے اور کھوٹے انسانوں کی پہچان کا اصول بھی اُسی طرح سے بیان کر دیا گیا ہے جیسا کہ یوم الفرقان کے موقع پر حق و باطل کو ممیز کر دیا گیا تھا۔ چونکہ مشیت ایزدی میں نبوت و رسالت کا دروازہ ہمیشہ کے لئے بند ہو چکا تھا، لہٰذا نوع انسانی کی ابدی رہنمائی کے لئے قرآن حکیم میں اس مقام پر ایک ایسا ابدی اصول بھی بیان کر دیا گیا، جسے مدنظر رکھتے ہوئے کسی انسان کے کھوٹا یا کھرا ہونے کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

مذکورہ بالا اصول سے معلوم ہوا کہ کسی شخص کے حق یا باطل پر ہونے کی دو ہی نشانیاں ہو سکتی ہیں: اوّل اُس کا مجموعی عرصۂ حیات، اور دوم موت سے قبل اُس کے احوال وکیفیات۔ ﴿ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ ﴾ (آل عمران:102) کے قرآنی الفاظ کے علاوہ دیگر آیات قرآنی اور احادیث نبوی ﷺ کی رو سے، ان دونوں میں سے موت سے قبل کے احوال و کیفیات کو چونکہ حتمی اور فیصلہ کن حیثیت حاصل ہے، اس لئے مذکورہ بالا الفاظ میں موت کو ہی مقدم کر کے بیان کیا گیا ہے۔ اگر کسی شخص کی موت، رجوع الی اللہ کی کیفیت اور کوئی عمل صالح انجام دیتے ہوئے ہوتو یہ اس کی نجات کی ایک علامت تصور کی جاتی ہے۔ اسی طرح اگر کسی کی موت حالتِ معصیت میں واقع ہو تو یہ اُس شخص کی بدبختی اور کڑے محاسبۂ اُخروی کی ایک نشانی بھی جاتی ہے۔

یہ بھی حقیقت ہے کہ کسی انسان کی آخری کیفیات واحوال کے اس دنیا میں بھی لازماً کچھ نہ کچھ اثرات مرتب ہوا کرتے ہیں۔ تاریخ ایسی مثالوں سے بھری پڑی ہے (اور آج بھی ایسی مثالیں سامنے آتی رہتی ہیں) کہ کوئی شخص گناہوں سے لت پت زندگی بسر کرتا رہا، مگر موت سے قبل اُس کی مکمل تحویل قلبی ہوگئی اور اُس نے کچھ ایسا کارِ خیر وثواب انجام دے ڈالا، جو نہ صرف اُس کی نجات کے لئے کافی ہوگیا بلکہ صدقۂ جاریہ بن کر بلندیٔ درجات کا سبب بھی بن گیا۔

انسان کی موت سے قبل کی کیفیات کی اہمیت و حمیت اپنی جگہ، مگر اُس کی مجموعی عمر یعنی عرصۂ حیات کو ایک دوسرے زاویہ نگاہ سے زیادہ اہمیت و فوقیت حاصل ہوتی ہے۔ اگر کوئی شخص ایسی زندگی گزارتا ہے، جس میں وہ دنیا والوں کے لئے بہت مفید و مددگار ثابت ہوتا ہے تو اہل دنیا کے لئے اُس کی یہ منفعت بخش زندگی، آخرت میں اُس کے لئے اعلیٰ مراتب کے حصول کا ذریعہ بن جاتی ہے۔ کسی انسان کے مجموعی عرصۂ حیات کی اہمیت کا اندازہ، ایک حدیث مبارکہ کے الفاظ ((خَيْرُ النَّاسِ مَنْ يَّنْفَعُ النَّاسَ)) سے بھی لگایا جا سکتا ہے۔ ایک انسان دوسرے انسان کے لئے جو بہترین کارِ خیر سرانجام دے سکتا ہے، وہ اُس راستے کی طرف رہنمائی ہے جو آخرت میں اُس کی فوز وفلاح کا سبب بن سکے۔ ہدایت اللہ کی سب سے بڑی نعمت ہے۔ جو شخص کسی کی ہدایت کا ذریعہ بنتا ہے۔ وہ اس کا بہت بڑا محسن ہے۔ ہم اپنی نماز کی ہر رکعت میں ﴿ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ (۵) ﴾ کے الفاظ کے ذریعے اللہ سے یہی نعمت طلب کرتے ہیں۔

انبیاء کرام علیہم السلام کی بعثت کا مقصد لوگوں کو بندگی رب یا بالفاظ دیگر صراط مستقیم کی طرف بلانا تھا۔ لہٰذا جو شخص انبیاء کرام علیہم السلام کے مبارک اُسوہ پر عمل کرتے ہوئے لوگوں کو دین اللہ کی طرف بلاتا ہے، وہی درحقیقت انسانوں کا محسن ہوتا ہے۔ اسی حقیقت کے پیش نظر نبی اکرم ﷺ انسانیت کے سب سے بڑے محسن ہیں۔

پھر یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ لوگوں کو دین اللہ کی طرف بلانے والے کی اپنی زندگی کا اُن تعلیمات کے مطابق ہونا بھی بہت ضروری ہوتا ہے، جن کی وہ لوگوں کو دعوت دے رہا ہوتا ہے۔ یہ قول وفعل میں مطابقت کا تقاضا ہی تھا کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام نہ صرف صادق و امین تھے بلکہ گناہوں و برائیوں سے کوسوں دور، اپنے معاشرے میں بہترین شہرت اور ساکھ کے حامل اور بے داغ کردار کے مالک ہوا کرتے تھے۔ اسی طرح آج اگر کوئی شخص انبیاء کرام علیہم السلام کے اُسوہ پر چلتے ہوئے لوگوں کو دین اللہ کی طرف بلا رہا ہو تو اس کے قول اور فعل میں بھی تضاد نہیں ہوگا۔ اُسے نہ صرف یہ کہ بلند اخلاقی کردار کا حامل ہونا چاہئے بلکہ اُس کے دامن پر ایسا کوئی بھی داغ نہ ہو جس سے معاشرے میں اُس کی عزت پر کوئی حرف آئے۔ ایسا شخص جب خلقِ خدا کو راہِ خدا کی طرف بلاتا ہے تو اس کی دعوت میں لازماً تاثیر ہوتی ہے اور لوگوں کی ایک بڑی تعداد دینی رہنمائی کے لئے اُس کی طرف رجوع کیا کرتی ہے۔ اسی تناظر میں یہ بات اکثر مشاہدے میں آتی ہے کہ جب کوئی داعی الی اللہ، اس دنیا سے رخصت ہوتا ہے تو ہر کوئی اُس کے بارے میں خیر کے کلمات ادا کر رہا ہوتا ہے، خواہ اسے اپنا محسن سمجھتے ہوئے تہہ دل سے ایسا کرے اور یا پھر اُس کی اچھی شہرت و ساکھ کی وجہ سے ازراہ مروت ایسا کرنے پر خود کو مجبور پائے۔

آج سے 4 سال قبل وفات پانے والے عظیم اسلامی رہنما، ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ، مذکورہ بالا معیارات پر

پورا اترتے ہیں۔ لاریب انہوں نے بچپن سے لے کر وفات تک اپنی زندگی کا ایک ایک لمحہ، دین اللہ کی خدمت کے لئے وقف کر رکھا تھا۔ زمانہ طالب علمی میں تحریک پاکستان میں بھرپور عملی شرکت کرتے ہوئے مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن کا ضلعی صدر بننا، بعد ازاں اسلامی جمعیت طلبہ کی نظامت علیاء کے منصب پر فائز ہونا ،امیر جماعت اسلامی ساہیوال مقرر ہونا، انجمن خدام القرآن اور تنظیم اسلامی کا قیام اور تحریک خلافت کا آغاز، یہ سب نہ صرف اُن کی جدوجہد کے بڑے بڑے سنگ ہائے میل ہیں، بلکہ اُن کی اعلیٰ دینی وعلمی صلاحیتوں کا عملی مظہر بھی قرار پاتے ہیں۔

دین اللہ کے قیام و غلبہ کی خواہش اُن کے رگ وپے میں اس طرح سے سرایت کر چکی تھی کہ وہ ہر وقت اس کام کے لئے فکرمند، بے قرار اور کوشاں رہتے تھے، اور ہر دیکھنے اور سننے والا شخص اُن کے اس جذبہ کی تپش وحرارت اپنے دل میں محسوس کرسکتا تھا۔ اُن کے دل میں خدمت دین کے لئے موجزن جذبہ سے بے شمار لوگوں نے ایمانی حرارت حاصل کی اور اپنے اپنے انداز اور اپنی اپنی سوجھ بوجھ اور صلاحیتوں کے مطابق خدمت دینی کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنایا، جس کے واضح اثرات پاکستان وہندوستان سمیت دنیا کے مختلف خطوں میں محسوس کئے جاسکتے ہیں۔ انہوں نے کتاب اللہ کے پیغام کو عام کرنے کے لئے انجمن خدام القرآن قائم کی تو اس کی دیکھا دیکھی خدمت قرآنی کی دیگر بے شمار تحاریک وادارے وجود میں آگئے، جس سے قرآن حکیم کا پیغام لاکھوں کروڑوں لوگوں تک پہنچنے کی راہ ہموار ہوئی۔ انہوں نے دین اللہ کے عملی قیام کے لئے تحریک خلافت کا آغاز کیا تو نظام خلافت کا پرچار کرنے والے اور بھی بہت سے لوگ میدان عمل میں آگئے، جس کے نتیجہ میں نظام خلافت کے متعلق لوگوں کے فہم وشعور میں قابل قدر اضافہ ہوا۔ انہوں نے ایک حقیقی اسلامی انقلاب کے لئے زوردار صدا ہی بلند نہیں کی بلکہ اس کے لئے سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں ایک باقاعدہ لائحہ عمل بھی پیش کیا، جس کی صداقت وحقانیت وقت کے ساتھ ساتھ مزید مبرہن ہوتی جارہی ہے۔

دور حاضر میں نظام باطل کے خاتمے اور اسلامی انقلاب برپا کرنے کے لئے، اُن کا پیش کردہ "غیر مسلح تصادم" کا نظریہ اُن کی زندگی میں ہی اپنی اہمیت وافادیت واضح کر چکا تھا۔ اس ضمن میں 1979ء کے ایرانی انقلاب کی مثال دی جاسکتی ہے۔ ڈاکٹر صاحب کی وفات سے متصلاً قبل علمائے کرام کی ایک بہت بڑی تعداد

غلبہ دین کی خواہش ڈاکٹر صاحب کے رگ وپے میں سرایت کر چکی تھی۔ وہ ہر وقت اس کام کے لئے فکرمند، بے قرار اور کوشاں رہتے تھے۔ ہر دیکھنے اور سننے والا اُن کے اس جذبہ کی حرارت اپنے دل میں محسوس کرسکتا تھا

جامعہ اشرفیہ لاہور میں جمع ہوئی اور انہوں نے نفاذ اسلام کے لئے ڈاکٹر صاحب کا حوالہ دیئے بغیر اُن کے پُرامن احتجاجی تحریک کے نظریے پر ایک طرح سے مہر تصدیق ثبت کردی تھی، اگرچہ بعدازاں اُن علماء کی طرف سے اب تک کوئی قابل ذکر عملی پیش رفت سامنے نہیں آسکی۔

ڈاکٹر اسرار احمد مرحوم ایک اسلامی معاشرے میں نفاذ اسلام کے لئے مسلح جدوجہد اور تشدد کو مناسب راستہ نہیں سمجھتے تھے۔ اُن کے اس صائب موقف کی درستی بھی روز بروز ثابت ہوتی جارہی ہے اور علماء کے مابین اس بات پر تقریباً اجماع ہوچکا ہے کہ پاکستان میں نفاذ اسلام کے لئے مسلح جدوجہد کا طریقہ جائز وقابل عمل نہیں ہے۔ دوسری طرف مروجہ جمہوری سیاست کے ذریعے عوام سے ووٹ لے کر اور اسمبلی کے ایوانوں میں پہنچ کر نفاذ اسلام کی امید کے سراب ہونے پر بھی اتفاق رائے بڑھتا چلا جارہا ہے۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ فی الوقت علماء اور اسلامی دانشوروں کی اکثریت میں اس بات پر اتفاق پایا جارہا ہے کہ پاکستان کے آئین میں نفاذ اسلام کے لئے ایک مضبوط بنیاد موجود ہے، لہٰذا حکمرانوں سے اس آئین پر عملدرآمد کا پرزور مطالبہ اور منظم عوامی تحریک ہی ایک بہترین عملی راستہ ہے۔ اس تناظر میں یہ حقیقت قابل غور ہے کہ آئین پاکستان میں قرارداد مقاصد اور دیگر اسلامی شقوں کی شمولیت، اسمبلی کے ایوانوں میں مذہبی جماعتوں کی عددی اکثریت کی بناء پر نہیں بلکہ رائے عامہ اور دینی جماعتوں کے دباؤ کی بناء پر ممکن ہو سکی تھی۔ پس ثابت ہوا کہ نفاذ اسلام کے لئے ایوانوں میں موجودگی سے زیادہ، رائے عامہ کی ہمواری اور پرامن تحریک چلانا ہی ایک موثر و قابل عمل حربہ ہے۔

الغرض ہر آنے والا دن ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی خدمات اور ان کے افکار ونظریات کی تصدیق کر رہا ہے اور تاریخ جلد یا بدیر اُنہیں اُن کا شایان شان مقام عطا کرے گی۔

اسلامی تاریخ کی بالعموم یہ روایت رہی ہے (جس کی تصدیق بعض احادیث سے بھی ہوتی ہے) کہ جس فوت شدہ کے جنازے میں لوگوں کی ایک کثیر تعداد شامل ہو، اُس کے متعلق یہی گمان رکھا جاتا ہے کہ حق تعالیٰ نے نہ صرف اُس کی مغفرت فرمادی ہے بلکہ اسے اعلیٰ درجات سے بھی نوازدیا ہے۔ اس پہلو سے بھی محترم ڈاکٹر اسرار احمد خوش قسمت دکھائی دیتے ہیں کہ اُن کے جنازے کو شہر لاہور کی تاریخ کے بڑے جنازوں میں سے ایک قرار دیا گیا ہے۔ ڈاکٹر اسرار احمد مرحوم کے جنازے میں عوام کے جم غفیر نے اس حقیقت کی عملی گواہی دی کہ بلاشبہ انہوں نے دلیل حق کے ساتھ زندگی گزاری اور دلیل حق پر وفات پائی۔

☆☆☆

بقیہ: کارتریاقی

لے جاکر 4 سالہ بچی سے زیادتی کی کوشش کی۔

مدارس کے نصاب کی اصلاح پر کمر بستگان ذرا غور تو فرمائیں! ضرورت تو امریکہ یورپ کے نصاب بدلنے کی تھی جہاں انسانوں کی جگہ اب بن مانسوں کے جنگل اخلاق وکردار کی سطح پر اُگ رہے ہیں۔ Gender fluid یعنی کبھی مرد کبھی عورت کی شناخت اختیار کرنے کا قانونی حق۔ Homo polygamist گٹر کی گندگی اور غلاظت سے بدتر قانونی نکاح پڑھا کر حرام کاریوں کو جواز بخشنے والے۔ ضرورت اب یہ ہے کہ ہم اپنی نسلوں کو تحفظ دینے کے لیے سب سے پہلے بوزنے نصاب بیک قلم مسترد کر کے شرفاء کی نصابی کمیٹیاں جنگی بنیادوں پر تشکیل دیں۔ قبل اس کے کہ آپ کے ہاں بھی ڈائینوں اور مائیکل جیکسنوں کی افزائش مزید بڑھے۔ دینی جماعتیں ان کے اساتذہ کے شعبے کہاں ہیں؟ امریکی فرمائشی پروگرام خواہ وہ شمالی وزیرستان میں نسل کشی کے ہوں یا تعلیمی سطح پر موت بانٹنے کے، بیک قلم مسترد ہوں۔ فوج سے اظہار محبت بسلسلہ بھارت اور کشمیر ہے۔ امریکی ایجنڈے پورے کرنے کے لیے ہرگز نہیں۔ امریکہ ان مظاہروں کا فائدہ اٹھانے کی کوشش نہ فرمائے۔

☆☆☆

امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید ﷾ کا دورۂ سرگودھا

امیر تنظیم اسلامی پاکستان محترم حافظ عاکف سعید ﷾ 27 اپریل 2014ء صبح 10 بجے ایک روزہ تنظیمی دورہ پر سرگودھا تشریف لائے۔ رفقاء کو صبح 9 بجے ہی مرکز پہنچنے کا کہا گیا تھا۔ امیر محترم کی آمد سے قبل رفقاء کے لیے تقریباً ایک گھنٹہ پر مشتمل ایک تربیتی نشست کا اہتمام کیا گیا۔ تربیتی نشست میں محترم چودھری رحمت اللہ بٹر کا ایک خصوصی خطاب بعنوان ''انقلابی کارکنوں کے اوصاف'' بذریعہ ملٹی میڈیا دکھایا گیا۔ بعدازاں امیر مقامی تنظیم میانوالی نورخان نے سمع وطاعت کی اہمیت پر مختصر گفتگو کی۔ اس دوران امیر تنظیم اسلامی تشریف لے آئے۔ امیر محترم کے ہمراہ نائب ناظم اعلیٰ پنجاب وسطی پروفیسر خلیل الرحمٰن بھی تھے جو علالت کے باوجود ٹوبہ ٹیک سنگھ سے سفر کر کے سرگودھا پہنچے۔ پروگرام کا آغاز امیر حلقہ سرگودھا رفیع الدین شیخ کے ابتدائی کلمات سے ہوا۔ انہوں نے حلقہ سرگودھا کا ایک مختصر و جامع تعارف امیر محترم کے سامنے رکھا۔ اس کے بعد امیر مقامی تنظیم سرگودھا ملک افضل اعوان نے مقامی تنظیم کا مختصر سا تعارف پیش کیا اور تنظیم کی دعوتی سرگرمیوں کی رپورٹ پیش کی۔ امیر مقامی تنظیم میانوالی نورخان نے مقامی تنظیم اور نقباء کا مختصر سا تعارف پیش کیا اور مقامی تنظیم کی دعوتی سرگرمیوں سے امیر محترم کو آگاہ کیا۔ بعدازاں منفرد اسرہ جوہرآباد کے نقیب خالد وسیم نے منفرد اسرہ خوشاب کا مختصر تعارف پیش کیا۔ اس سلسلہ میں آخر میں منفرد اسرہ چک نمبر 127 جنوبی کے نقیب غلام ربانی نے اپنے اسرہ کا تعارف پیش کیا۔

حلقہ، مقامی تناظیم اور اسرہ جات کے تعارف کے بعد امیر محترم نے اپنی سرگودھا آمد کے مقصد اور غرض و غایت کی وضاحت کی۔ انہوں نے کہا کہ دورے سے مقصود آپ رفقاء سے رابطہ ہے، تاکہ تعارف حاصل ہو اور آپ کے سوالوں کے جواب دیئے جاسکیں۔ مختصر گفتگو کے بعد سوال و جواب کی نشست ہوئی، جو تقریباً 2 گھنٹے جاری رہی۔ اس دوران چائے کا بھی انتظام کیا گیا تھا۔ رفقاء کی جانب سے پوچھے گئے زیادہ تر سوالات فحاشی اور سود کے خلاف مہمات میں پیش رفت اور تنظیم کی پالیسی کے حوالہ سے تھے۔ سوال و جواب کی یہ نشست پونے ایک بجے اختتام پذیر ہوئی۔ اس کے بعد نماز ظہر کا وقفہ کیا گیا اور ظہرانہ دیا گیا۔ اس نشست میں حلقہ کے 72 رفقاء نے شرکت کی۔

ظہرانہ کے بعد امیر محترم کی حلقہ کی شوریٰ سے ایک خصوصی نشست کا انعقاد کیا گیا، نشست میں ارکان شوریٰ سے تبادلہ خیال کیا گیا۔ یہ نشست تقریباً ایک گھنٹہ پر محیط تھی۔ اس کے بعد سرگودھا کے نامور عالم دین مولانا حبیب اللہ صاحب خطیب جامع مسجد فاروق اعظم نیو سیٹلائٹ ٹاؤن کی امیر محترم سے خصوصی ملاقات کا اہتمام کیا گیا۔ موصوف نے امیر محترم سے دینی جماعتوں کے اتحاد اور نظام خلافت کے حوالے سے تبادلہ خیال کیا۔

اللہ تعالیٰ امیر محترم اور رفقاء کی دینی مساعی جمیلہ کو اپنی بارگاہ عالیہ میں قبول فرمائے۔ (آمین) (رپورٹ: حافظ محمد زین العابدین شیخ)

حلقہ پنجاب شمالی کے زیر اہتمام سہ ماہی اجتماع

حلقہ پنجاب شمالی کے زیر اہتمام سہ ماہی تربیتی اجتماع 13 اپریل 2014ء بروز اتوار صبح 8 بجے جامع مسجد گلزار قائد میں ہوا۔ تلاوت کلام پاک کے بعد رفیق تنظیم فرخ سلطان نے سورۃ الصف کی پہلی چار آیات کی روشنی میں ''مقام بندگی دیگر مقام عاشقی دیگر'' کے موضوع پر گفتگو کی۔ ناظم حلقہ راجہ محمد اصغر نے رفقاء سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الحدید کی آیات 5 تا 12 میں اہل ایمان سے ایمان اور انفاق کے تقاضے کیے ہیں۔ آج ہم رفقائے تنظیم کو خاص طور پر ان آیات پر غور کر کے اپنا جائزہ لینا ہوگا کہ یہ مطالبات ہم کس حد تک پورا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ملتزم رفیق عمیر نواز نے اپنے خطاب میں کہا کہ اقامت دین کی جدوجہد ہمارا دینی فریضہ ہے۔ یہ ہمارے ایمان کا تقاضا ہے۔ انہوں نے اس بات پر افسوس کا اظہار کیا کہ آج اس فریضہ کی ادائی میں غفلت کی وجہ سے امت مسلمہ زبوں حالی کا شکار ہے۔ انھوں نے کہا کہ میدان حشر میں کافر اور مسلمان اور پھر حقیقی مومن اور منافق کو علیحدہ علیحدہ کر دیا جائے گا۔ منافقین پیچھے رہ جائیں گے اور سچے مومن جنت میں داخل کر دیئے جائیں گے۔ منافقت کا مظہر فتنہ، تربص (یعنی انتظار) اور حیلہ بہانہ، اور خواہشات نفس کے دھوکے میں آنا ہے۔ اجتماع کے آخری مقرر تنظیم اسلامی چکلالہ کے ملتزم رفیق عادل یامین تھے۔ اُن کا موضوع ''نفاق کا علاج'' تھا۔ انھوں نے کہا کہ جب بھی آدمی کے سامنے حق آئے، جس کی گواہی اُس کی فطرت دے تو وہ اس پر فوری عمل کرنے کی کوشش کرے۔ اس کا بڑا فائدہ ہوتا ہے۔ اگر آدمی اُس پر فوری طور پر عمل نہ کرے تو وہ بے عملی کی راہ پر چل پڑتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ منافقت کا خطرہ اس شخص کو زیادہ ہوتا ہے جس پر دین کے تقاضے پوری طور پر واضح ہو جائیں، اور وہ کچھ دیر تک عمل کرنے کے بعد پیچھے ہٹ جائے۔ انہوں نے سورۃ المنافقون کے دوسرے رکوع کے حوالے سے کہا کہ اِس میں منافقت کے علاج کے لیے پہلے اس کا سبب بھی بیان کر دیا گیا ہے کہ ''اہل ایمان تمہیں تمہارے مال اور اولاد اللہ کی یاد سے غافل نہ کریں'' مال اور اولاد کی رغبت ہر انسان میں پائی جاتی ہے۔ اسلام یہ کہتا ہے کہ یہ محبت حد اعتدال کے اندر ہو۔ اگر حُبّ مال و اولاد کے نتیجے میں حُبّ دنیا پیدا ہو اور دین سے دوری ہو رہی ہو تو یہی چیز نفاق کا باعث بنتی ہیں۔ نفاق سے بچنے کے لئے اللہ کا ذکر بہت ضروری ہے اور اللہ کی یاد تازہ رکھنے کا سب سے بڑا ذریعہ اللہ کی کتاب قرآن ہے۔ نماز جامع ترین ذکر ہے، جس میں مختلف انداز سے اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے۔ ذکر باللسان سے بھی اپنی زبان کو تر رکھا جائے۔ اقامت دین کی جدوجہد کرنے والوں کے لئے تو ذکر بالکل اسی طرح اہم ہے، جس طرح گاڑی کے لئے پیٹرول اہم ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس مرض سے بچنے کے لئے ہمیں اپنی مادی ضرورتوں میں کمی کرنے کے ساتھ اللہ کی راہ میں زیادہ سے زیادہ انفاق کرنا ہوگا۔

اس کے بعد چائے کا وقفہ ہوا۔ وقفہ کے دوران میں امیر تنظیم اسلامی پاکستان محترم حافظ عاکف سعید بھی رفقائے حلقہ سے ملاقات کے لیے تشریف لے آئے۔ چائے کے وقفہ کے بعد بقیہ پروگرام انہی کی صدارت میں ہوا۔ ان کی معاونت کے لئے نائب ناظم اعلیٰ شمالی پاکستان خالد محمود عباسی اُن کے ہمراہ تھے۔ سب سے پہلے ناظم حلقہ نے اپنے حلقہ کا مختصر تعارف کرایا، جس کے بعد تمام امرائے تناظیم نے اپنی تناظیم، رفقاء کی تعداد، نقباء اور معاونین کا تعارف کروایا۔ اِس کے ساتھ ساتھ دوران سال تنظیم میں نئے شامل ہونے والے رفقاء کا بھی تعارف کرایا گیا۔ اس کے بعد امیر محترم نے اپنے دورہ کی غرض و غایت بیان کی اور رفقاء کے سوالوں کے جوابات دیئے۔ بعدازاں تنظیم میں نئے شامل ہونے والے رفقاء نے امیر محترم کے ہاتھ پر بیعت کی۔ نماز ظہر اور کھانے کے وقفہ کے بعد رفقاء اپنے گھروں کو روانہ ہو گئے۔ بعدازاں امیر محترم کی حلقہ کے ذمہ داران اور امراء کے ساتھ تعارفی نشست منعقد ہوئی۔ اس دوران ذمہ داران اور امراء سے تفصیلی تعارف کے ساتھ ساتھ حالات حاضرہ پر گفتگو ہوئی اور امیر محترم نے ذمہ داران اور امراء کی طرف سے پوچھے گئے سوالوں کے تفصیلی جوابات دیئے۔ یہ نشست ساڑھے چار بجے مسنون دعا پر اختتام پذیر ہوئی۔

(مرتب: عبدالرؤف، ناظم نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی حلقہ پنجاب شمالی)